ثنأ کا موسم
مجموعۂ حمد و نعت
(سیرت ایوارڈ یافتہ)
شہزاد مجددی

باسمہٖ تعالیٰ

ہمارا نصب العین

حُبِّ حبیبِ خدا ___ فروغِ اخلاص

تزئین و اہتمام:

اہلِ اخلاص

اشاعتِ اوّل	نومبر ۲۰۰۲ء / رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ
اشاعتِ دوم	مارچ ۲۰۰۷ء / ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ
سرورق	ناصر احمد شہزاد قادری
کمپوزنگ	صوفی کمپوزنگ سنٹر، مین روڈ فتح گڑھ لاہور۔
تعداد	۵۰۰
قیمت	[illegible]/- روپے

الٰہی لذّتِ حمد وثنایت دہ زبانم را
زمشکِ نعت پیغمبر معطّر کن دہانم را

محمد شہزاد مجدّدی

اے اللہ! میری زبان کو اپنی حمد وثناء کی لذّت عطا کر اور پیغمبر اکرم ﷺ کی نعت کی خوشبو سے میرے دہن کو معطّر کر دے۔

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

(حضرت احمد رضا بریلوی)

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے اُن کا تو حسن تیری ہے جنت تیری

(حضرت حسن رضا بریلوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ٥

(اے اللہ!) میں تیری ثناء کا حق ادا نہیں کر پایا، تیرے شایانِ شان وہی ثناء ہے جو تو نے خود اپنے لیے بیان فرمائی ہے۔☆

☆ مسلم: کتاب الصلوٰۃ، رقم ۷۵۱۔ مالک، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ

انتساب!
ایک بے لوح
کچی پکی تنہا
قبر کے نام!

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیشوائی

حفیظ تائب

قاضی عیاض مالکی نے الشفا میں سورہ الم نشرح کی شرح کرتے ایک حدیث درج کی ہے جو ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ میرا اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً کہا: ''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں'' پھر جبریل امین نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اہتمام کیا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے اور مزید فرمایا کہ آپ کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا ہے سو جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

اس حدیث شریف نے حضرت شہزاد مجددی کی طبیعت پر بڑے گہرے نقوش مرتسم کیے ہیں، چنانچہ کتاب ''ثنا کا موسم'' میں جو تین نظمیں شامل ہیں ان میں سے دو کے آب و گل اسی حدیث سے اٹھائے گئے ہیں اور ایک نظم کا عنوان ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' تو دوسری کا ''ذِکْرُکَ ذِکْرِی'' ہے۔ پہلی نظم کی ابتدا یوں ہوتی ہے ؎

خدا کی حمد و ثنا و تسبیح کا جہاں تک بھی سلسلہ ہے
وہاں پہ اسمِ رسولِ اکرم ﷺ کا نور بھی جگمگا رہا ہے

دوسری نظم کی کلیدی سطر یوں ہے۔ ''غرض کہ توحید کو رسالت کی راہ سے منکشف کیا ہے''۔ یہاں نورِ محمدی کی تخلیق والی حدیث مبارک کی چھوٹ پڑتی نظر آتی ہے اور یہ نظم یوں آگے بڑھتی ہے۔

اذان ہو یا نماز دیکھو، دعا کا سوز وگداز دیکھو
سفر میں دیکھو، حضر میں دیکھو، جہاد دیکھو، محاذ دیکھو
ذرا کلام مجید دیکھو یہ شان رب حمید دیکھو
کہ اس نے ہر اک مقام پر ساتھ اپنے رکھا ہے
اپنے پیارے رسول، پیارے حبیب کا پاک نام نامی

یہ سطور پڑھتے ہوئے میرا ذہن عبدالسمیع بیدل کی ایک نعتیہ غزل کی طرف گیا، جس کا ایک شعر یوں ہے:

تکبیر میں، کلمہ میں نمازوں میں اذاں میں
ہے نام الٰہی سے ملا، نام محمد (ﷺ)

تیسری نظم ''تو کجا من کجا'' ہے اور اس کی نتیجہ خیز سطریں یوں ہیں ۔

یہ اُن کی شفقت کہ نعت ذکرِ خفی کی صورت مرے رگ و پے میں رچ چکی ہے

کتاب کے آخر میں کچھ فردیات اور دو قطعات بھی شامل ہیں، جبکہ باقی تمام تر حمد یہ نعتیہ منظومات غزلیہ پیرائے میں ہیں اور غزل کی حسن کاری اور حمد و نعت کی یکجائی قابل توجہ ہے۔

دل سے حمد خدا نکلتی ہے
ساتھ اس کی ثناء نکلتی ہے

علامہ اقبال نے فرمایا تھا: ؎

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

تو شہزاد مجددی کا کہنا ہے ؎

"ہر اک مہینہ ہے ماہِ مدحت ہر ایک موسم ثناء کا موسم"

وہ اہلِ باطن میں سے ہیں اور انہیں نہ جانے کس کس حوالے سے ہر موسم ثنا کا موسم نظر آتا ہے، مگر اس دور کو تو اہلِ ظاہر بھی دورِ نعت کہہ رہے ہیں کہ پوری دنیا میں نعت پھول پھل رہی ہے اور بہارِ نعت پاکستان سے دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچی ہے۔ حضرت شہزاد اس سارے عمل کو رفعتِ ذکر کے تسلسل سے تعبیر کرتے ہیں ؎

اک تسلسل ہے یہ رفعتِ ذکر کا
ہو رہی ہے جو ان کی ثنا کو بہ کو
رفعت کسی کے ذکر کو ایسی کہاں نصیب
جیسے میرے حضور ﷺ کا چرچا کیا گیا

پاکستان میں نعت گوئی کے لیے ایسی سازگار فضا پیدا ہوئی ہے کہ کوئی شاعر نعت کہنے کی سعادت سے محروم نہیں رہا لیکن نعت میں امتیاز انہی شعراء کو حاصل ہوا ہے جو قرآن و حدیث اور سیرت و سنت پر نگاہ رکھتے ہیں۔ شہزاد مجددی ایسے ممتاز نعت نگاروں میں شامل ہیں جو قرآن و حدیث و سیرت کے سرچشموں سے استفادہ کرتے ہوئے فنِ نعت میں وسعت پیدا کر رہے ہیں۔ ان کا سب سے پہلے یہ داعیہ ہے۔

پھوٹیں گی ہر اک شعر سے تاثیر کی کرنیں
ہم نعت کو جب تابع قرآن کریں گے

چنانچہ کہیں وہ الفاظ قرآنی سے نعت شریف کو آراستہ کرتے ہیں تو کہیں احکامِ خداوندی کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ سورہ آلِ عمران ۳۱ ویں آیۂ شریف میں اتباعِ رسول کریم ﷺ کا جو حکم اس طرح دیا گیا ہے۔

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ"

(اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا) محبت الٰہی کے اس بنیادی تقاضے کو جناب شہزاد نے نعت میں کئی پیرائیوں میں پیش کیا ہے:

یہ نقشِ پائے مصطفٰی کی پیروی کا فیض ہے
رہ بقا ملی ہمیں جہانِ بے ثبات میں

خیر الوریٰ نے اپنے نقوشِ قدم کے ساتھ
نقشہ بنا دیا ہے ہماری حدود کا

آپ کی پیروی کا نام ہے دین
آپ کی ذات سے وفا ایمان

بارگاہ سرورِ کونین سے نسبت کے ساتھ
اتباعِ سرورِ کونین بھی درکار ہے

کامل ہے ان کے عشق میں شہزاد اس قدر
جتنا تو اتباع شریعت میں چست ہو

قرآنی الفاظ سے آراستہ کچھ نعتیہ شعر

والشمس ، والقمر کہیں والّیل ، والضحیٰ
نعتیں لکھی ہوئی ہیں خدا کی کتاب میں
نبیؐ ، صاحبؐ ، عبدؐ ، حریصؐ ، حاشرؐ ، ذکرؐ
فیوض و نور کا چشمہ ترا ہر نام ہے آقا
کریم و طٰہٰ و یٰسین ، ابطحی و عظیم
مرے رسول کا اک اک خطاب کیا کہنا

سورہ سبا کی ۲۸ ویں آیہ شریفہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر کو تمام نوعِ انسانی کی رہبری کے لیے کافی قرار دیا گیا ہے اور سیرت انور کے ہر ایک پہلو کی حفاظت کا جس جس طرح اہتمام ہوا اس کی کوئی دوسری مثال موجود نہیں کہ آپ کی سیرت اقدس آخری نمونۂ ہدایت ہے اور اس خزانۂ عامرہ کا اگر کوئی بھی حصہ گم ہو جاتا تو انسانیت کو بڑی کمی پیش آجاتی چنانچہ سیرت کے بنیادی خدوخال قرآن پاک میں محفوظ کئے گئے اور اس کتاب آخر کی حفاظت کا ذمہ خود خالقِ کائنات نے لیا۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین نے اس عظیم سرمایے کو اس انداز میں محفوظ کیا کہ اس سے تا قیامت رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

حضرت شہزاد مجددی کو نقوشِ سیرت سے نعت پاک کو مزین کرنے کا خاص شغف ہے چنانچہ وہ اسی کو منزل نما سمجھتے ہیں۔

بنا کے سیرت اطہر کو رہنما ہم نے
نشانِ منزل مقصود پالیا ہم نے

وہ تعلیمات وسنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معاشرے میں جاری وساری دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ تعلیم نبوی کے کئی چھوٹے بڑے پہلوؤں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں۔

سنت سرور کونین سے یہ درس ملا
پہلا پھل آئے تو بچوں کو کھلایا جائے

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ سراپائے مصطفیٰ بھی سیرت اطہر کا ایک بہت اہم حصہ ہے اسی لیے شہزاد کہتے ہیں۔

سیرت و صورت مصطفیٰ روشنی
میرے آقا کی ہے ہر ادا روشنی

جانے کب آجائے طیبہ کا مہاجر لوٹ کر
رات دن یونہی نہیں رہتا خدا کا گھر کھلا

اپنے روحانی وطن مدینہ منورہ کا ذکر اور حرمِ نبوی میں حاضری وحضوری کی کیفیت ان کی نعت کا بڑا تابناک پہلو ہے جسے انہوں نے کئی رنگوں میں بیان کیا ہے۔

جناب سرورکونین کی چوکھٹ پہ وہ دیکھو
گزارش لے کے پلکوں پر کھڑا کوئی سخنور ہے

اثر ہے سارے عالم میں ہوائے شہر طیبہ کا
چمن کو رنگ بخشے ہیں اسی بادِ بہاری نے

نبی ﷺ کی غلامی مرے کام آئی
مدینے سے چٹھی مرے نام آئی

فتویٰ یہ ملا حضرت مالک کے عمل سے
قرباں تیری دہلیز پہ عرفات کی لذت

سمندر رحمتوں کے جوش میں آجایا کرتے ہیں
صدا دے جب کوئی مسکین زیرِ گنبد خضریٰ

آہستہ سانس لے یہ مقام بقیع ہے
آرامِ عاشقاں میں نہ آئے خلل ذرا

ادب ادب کی صدا دے رہی ہے ہر دھڑکن
پلک پلک پہ دھرا ہے سوال کیا کہنا

حضرت شہزاد مجددی ایک صاحب اجازت صوفی صافی اور عالمِ روشن ضمیر ہونے کیساتھ عاشقانہ وقلندرانہ ترنگ رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ہاں حمد ونعت کے تمام تر مضامین پوری جمالیات کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے فکری پس منظر کو یوں بیان کیا ہے۔

خدا کے فضل سے تحریک ہے میرے لطائف میں
نگاہ مرشد کامل سے میرا دل منور ہے

ان کی نعت میں آج کی نعت کا ہر مضمون موجود ہے عصری آشوب کے حوالوں سے ان کی طلب رحمت بطورِ خاص دامنِ دل کھینچتی ہے۔ طوالت کے خوف کے پیش نظر صرف ایک شعر پیش کر رہا ہوں۔

سہارا دے دیا بروقت ان کی غمگساری نے
مجھے تو مار ڈالا تھا میری عصیاں شعاری نے

''حریص علینا'' کے بعد ''ثنا کا موسم'' کے خالق سے ہمیں بہت سی توقعات ہیں اگرچہ وہ خود اپنے لیے یہی اعزاز کافی سمجھتے ہیں۔

ہوتا ہے اہل نعت میں شہزاد کا شمار
کافی ہے مجھ کو عشق کا اتنا ثمر حضور ﷺ

اہل نعت کی ترکیب سے میرا دھیان ریاض مجید کے ایک شعر کی طرف چلا گیا جسے میں آخر میں بطور پیغام پڑھ رہا ہوں۔

ہم اہل نعت فروعات میں الجھتے نہیں
ہمیں تو ان کی محبت کو عام کرنا ہے

۲۰/جنوری ۲۰۰۳ء

حفیظ تائب
اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی لاہور

نوائے دروں

پروفیسر فیضان دانش

قطب سخن نے کیا خوب کہا تھا

شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو
جہاں تلوار کو دیکھا ، جھکا دیتا تھا گردن کو

اس ازلی اور مقسوم شہادت کے دو صدر دروازے ہیں جن میں سے ایک مجاز کی طرف اور دوسرا حقیقت کی طرف کھلتا ہے، جو مجاز کی طرف کھلتا ہے، وہاں آپ کو قیس ،فرہاد، رانجھا، پنّوں اور اُن کے ہم مشربوں کی گیلریاں سجی ہوئی دکھائی دیں گی اور جو حقیقت کی طرف کھلتا ہے وہاں آپ حضرت صدیق اکبرؓ ،حضرت بلال حبشیؓ، حضرت اویس قرنیؓ، حضرت صہیب رومیؓ اور اُن کے ہم مسلکوں کی نورانی مجالس کو جگمگاتا ہوا دیکھیں گے۔

شہادت کارزارِ حقیقت میں ہو یا صحرائے مجاز میں، سینہ تاریخ میں فانی کو لافانی بنا دیتی ہے۔خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے فنا سے بقا تک کا راستہ طے کیا اور بالآخر امر ہو گئے۔

شہادت کے مرغزار میں کتنے راستے اور کتنی پگڈنڈیاں کُھلتی ہیں، یہ اُس کی تفصیل کا موقع نہیں، ہاں انہیں روشوں میں سے ایک معروف اور مقبول بارگاہ روش ثناء گوئی کی ہے دربارِ رسالت ﷺ میں حضرت حسان بن ثابت کی پذیرائی کوئی تشریح طلب بات نہیں، اسی طرح حضرت جامی و بوصیری علیہم الرحمۃ اور اسی قبیل کے دوسرے بجھے ہوئے نعت گویوں پر الطافِ محمدی بھی اظہر من الشمس ہے، جس کی تفصیل اکابرین

کے تذکروں میں بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔

یہاں میں ہرگز تفصیل بیان نہیں کروں گا کہ نعت گوئی کے پردے میں لوگوں کے کیا کیا عزائم کارفرما ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو خلوص اور جذب وعشق سے سرشار ہو کر نعت کہتے ہیں اور یہ نعت کہتے وقت ان کے فکر و خیال میں دنیا قطعی طور پر معدوم ہوتی ہے اور وہ صرف اور صرف اللہ کے محبوبِ اعظم حضرت محمد ﷺ کی تعریف و توصیف، اپنے دل کے قلم کو خونِ جگر میں ڈبوڈبو کر لکھ رہے ہوتے ہیں، بس میری نظر میں یہی نعت ہے۔

بحمد اللہ! علامہ محمد شہزاد مجددی انہیں نعت گویوں میں سے ہیں جو ثنائے خواجہ کو اپنا توشۂ آخرت سمجھتے ہیں۔ ان کے یہاں اکثر و بیشتر خلوص، شعریت اور الفاظ اتنے حسین انداز میں ہوئے ہوتے ہیں کہ ادب شناس ہو یا عشق شناس دونوں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

وہ نوعمر نعت گو ہیں اور ان کا پینڈا ابھی بہت باقی ہے۔ جس رفتار سے ان کا سفرِ نعت جاری ہے، اس کی روشنی میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ مستقبل بعید میں نہیں بلکہ مستقبل قریب میں ایک ایسے نعت گو ہوں گے جن کا سکہ برصغیر کے کسی بھی بازارِ عشق میں چلایا جا سکے گا۔

یہاں علامہ محمد شہزاد مجددی کے چند نعتیہ اشعار پیش کر رہا ہوں پھر آپ سے ہرگز نہیں پوچھوں گا کہ جناب! اب بتایئے، وہ کیسے نعت گو ہیں؟

میں اپنے دل میں تیرے ذکر کی محفل سجاتا ہوں
مرے مولا میں تیری یاد میں تسکین پاتا ہوں

تو ہے ارحم ترا رسول رحیم
ہو گا کس پر عتاب یا توّاب ؟

فیضیابِ درِ شاہِ لولاک ہیں
چاند ، سورج ، ستارے ، صبا ، روشنی

یہ اعجاز ہے ذکرِ صلِّ علیٰ کا
مصیبت بھی اکثر مرے کام آئی

لٹکیں گی یونہی سر پہ ہمارے یہ صلیبیں
جب تک نہ قبول آپ کا فرمان کریں گے

پھوٹیں گی ہر اک شعر سے تاثیر کی کرنیں
ہم نعت کو جب تابع قرآن کریں گے

علاج امراضِ روح و جاں کا ہے ذکرِ صلِّ علیٰ میں پنہاں
جو چاہتے ہو سکوں کی دولت اسی میں دل کو لگائے رکھنا

روح اس آس پہ قالب میں لئے پھرتا ہوں
کاش مجھ کو بھی مدینے میں بلایا جائے

نقوشِ پائے رسالت مآب پر چلنا
یہی فلاح کا پایا ہے راستہ ہم نے

آتے تھے جس کی دید کو شہزاد جبرائیل
گردش اسی کے واسطے شام و سحر کی ہے

میرے بدن سے پھوٹنے لگتی ہے روشنی
کرتا ہوں جب میں آپ کی جانب سفر حضور

پھیل جائے گی مہک ذکرِ نبی کی چار سو
روز محشر جب مرے اعمال کا دفتر کھلا

حضور آپ ہی ڈھارس بندھایئے میری
سفر کی رات ہے، صحرا ہے اور میں تنہا

فلاح کُل کی ضمانت ہے پیروی جس کی
وہ نقش پائے شہ خوش خصال کیا کہنا

بہار ہی پر نہیں ہے موقوف نعت خیرالوریٰ کا موسم
ہر اک مہینہ ہے ماہِ مدحت ہر ایک موسم ثنا کا موسم

وہ ہمہ وقتی دینی، روحانی، تالیفی، تصنیفی اور نشرواشاعتی مصروفیات کے باوجود نعت گوئی کے لیے کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں، میرے ہنوز یہ ایک معمہ ہے۔ میں اسے جتنا سلجھانے کی کوشش کرتا ہوں یہ اتنا ہی الجھتا چلا جاتا ہے۔ پھر یہ سوچ کر قدرِ اطمینان ہوتا ہے کہ اغلباً شہزادا کثر و بیشتر نعت کہتا نہیں بلکہ اس سے نعت کہلوائی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹/اکتوبر ۲۰۰۲ء

احقر العباد

پروفیسر ڈاکٹر فیضان دانش

زاویہ نظر

احمد جاوید

انسان اپنی آخری تعریف میں ایک جوہر تعلق ہے اس جوہر کو منہا کر دیا جائے تو انسان موجود ہونے کا ہر جواز گم کر بیٹھے گا۔ ہم اپنی کسی ایسی قوت اور صلاحیت سے واقف نہیں ہیں جو تعلق کی اصل سے منقطع ہو کر ہماری ہستی کا بوجھ اٹھا سکے اور اس میں وہ معنویت پیدا کر سکے جس کے بغیر ہم اپنا موجود ہونا فرض بھی نہیں کر سکتے۔ علم و عقل ہو یا ارادہ و اختیار، ہمارا ہر وصف محض اس غایت کے حصول کے لیے ہے جو جذب تعلق کی متعین کردہ ہے۔ عارفوں کے امام اور عاشقوں کے مقتدا مولانا روم رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

آدمی دید است و باقی پوست است
دید آں باشد کہ دید دوست است

یعنی آدمی دماغ وغیرہ نہیں ہے یہ تو بس آنکھ ہے، دوست پر جمی ہوئی آنکھ...... اگر کسی شخص کو دلچسپی ہو کہ اس کا ایمان حال بن جائے اور اس کی حقیقت تجربے میں آجائے تو اسے چاہیے کہ خود کو اس شعر کی نامختتم گہرائیوں کے سپرد کر دے۔ ان شاء اللہ پہلے ہی مرحلہ پر دیکھ لے گا کہ ذوقِ دید کی انتہائی تسکین دوست کے شہود میں نہیں بلکہ اس کے غیاب میں ہے اور یہی وہ نکتہ ہے جو اس منہ زور قلندری کو لگام دے سکتا ہے۔ جس نے عشق کو ادب کا نقیض بنا رکھا ہے۔ ہماری شامت اعمال کہ یہ نام نہاد عاشقانہ اور عارفانہ روایت یہاں تک عام ہو چکی ہے کہ حمد و نعت کا کوئی مجموعہ کھولتے ہوئے یہ اندیشہ پہلے سر اٹھا لیتا ہے کہ کہیں کسی گستاخی و بے ادبی کا شاہد نہ بننا پڑے۔

خدا کا شکر ہے کہ برادرم محمد شہزاد صاحب مجددی کا حمدیہ اور نعتیہ کلام اس معیاری اور مستند روایت کے تسلسل پر دلالت کرتا ہے جہاں عشق، وفورِ تعظیم اور غلبۂ ادب سے عبارت ہے۔ ان کی حمد خشیت اور شکستگی سے مملو ہے تو نعت محبت اور وارفتگی سے۔ ایک آدھ رسمی مضمون کو چھوڑ کر ان کی نعتیہ شاعری وہی مزاج رکھتی ہے جو متقدمین کے ہاں نظر آتا ہے۔ انہیں اللہ کے فضل سے محبت و اطاعت کو یکجا اور یکجان رکھنے کا وہ ملکہ حاصل ہے جو اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بننے کے لیے لازماً درکار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور وابستگی کی مطلوبہ سطح تک پہنچنا اور اس پر مائل بہ عروج حالت میں قائم رہنا، ایمان کا بنیادی تقاضا اور انسانیت کا مستقل لازمہ ہے۔ جس فطرت پر ہمیں خلق کیا گیا ہے، تعلق مع اللہ اور تعلق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، اس کے دو لازمی اور دائمی عناصر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ محض اس شعور کا موضوع نہیں ہے جس کی مدد سے ہم چیزوں کو جانتے، مانتے اور محفوظ رکھتے ہیں بلکہ اس کی نسبت ہماری فطرت کے اس عمیق ترین جوہر کے ساتھ ہے جہاں تعلق بالحق کے سوا کوئی شے حضور نہیں رکھتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بنائی ہوئی کائنات اور موجودات میں واحد ہستی ہیں جو فطرت کے اس درجے میں حقیقت انسانی کی اساس بن کر موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص عالمِ ظاہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے خبر رہ جائے تو بھی فطرت انسانی اپنے اقتضاء کے بموجب اس پر شاہد ہے اور اس کے حضور سے محروم نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اصل وجود، اساسِ فطرت اور مدارِ تخلیق ہے۔ اسی لیے تمام مکلّف مخلوقات قیامت تک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی پابند ہیں، کوئی عذر اس پابندی سے نکلنے کا

سبب نہیں بن سکتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کیونکہ ہماری پوری استعداد تعلق کو محیط ہے اس لیے اس کا ایک غالب رنگ جمالیاتی ہے۔ انسان کی جمالیاتی حس اپنے مقاصد کو محبوبیت اور خوبصورتی کے ساتھ محفوظ رکھتی ہے اور اسی اسلوب میں ان کا اظہار بھی کرتی ہے، ویسے بھی کمال، خواہ وجودی ہو یا اخلاقی، اپنے اظہار میں جمالیاتی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تکمیلِ ایمان کی شرط اس لیے بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق، خیر اور جمال کی اس عینیت کا حقیقی مظہر ہیں جس کا ادراک صحیح عقیدے، صالح عمل اور روحانی جذبے یعنی معرفت، اطاعت اور محبت کی یکجائی کے بغیر محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی مدح میں جتنی اور جیسی شاعری ہوئی ہے، اللہ کے سوا کسی اور ہستی کی شان میں نہیں ہوئی۔ اللہ کا احسان ہے کہ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے اپنے آقا و مولیٰ کے تعلق کے جمالیاتی دروبست اور عاشقانہ امنگ کو محفوظ اور متواتر رکھنے کی ایمانی روایت کو شروع سے جاری رکھا جو قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی یونہی جاری رہے گی۔

نعت گوئی اس روایت کا غالباً سب سے بڑا مظہر ہے گو کہ اردو زبان اس معاملے میں کئی اسلامی زبانوں سے نسبتاً پیچھے ہے تاہم اس کی نعتیہ روایت بھی بعض اختصاصات کی حامل ہے۔ مثلاً مولانا احمد رضا خاں، مولانا محسن کاکوروی، مولانا الطاف حسین حالی اور علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ اردو کی دنیائے نعت کی چار سمتیں ہیں۔ ان چاروں نے ہمارے وجود کے عاشقانہ، عارفانہ اور اخلاقی پہلوؤں کو ثنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف کرنے کی مثال قائم کردی، اور نعت گوئی کی روایت کے بنیادی خدوخال شاید ہمیشہ کے لیے متعین کر دیئے۔

عزیزم محمد شہزاد مجددی اس روایت کے بہترین عناصر سے بہرہ یاب ہیں اور جدید نعت گوئی کی فضا سے بھی ایک طرف ہم آہنگ ہیں اور دوسری جانب ممتاز، ہم آہنگی اسلوب میں ہے اور امتیاز و انفرادیت مضامین میں۔ ان کا مستقل انداز یہ ہے کہ حضوری کے انتہائی ماحول میں بھی خود کو حاضر رکھتے ہیں اور مدح کے تمام مدارج میں اپنا حوالہ غائب نہیں ہونے دیتے۔ اس طرح نعت میں تجربے اور واردات کا رنگ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی مضامین محض نظری نہیں رہتے، حالی بن جاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ انہوں نے ہماری بہترین روایت کے تینوں ضروری عناصر یعنی عشق، عرفان اور اخلاق کو حتی الوسع ملحوظ رکھا ہے اور ان کے اظہار کے لیے جو شعریت درکار ہے، اسے بھی پیدا کر کے دکھایا ہے۔

نعت گو کی حیثیت سے شہزاد صاحب اس اعتبار سے بھی خوش نصیب ہیں کہ انہیں حفیظ تائب صاحب کا زمانہ ملا ہے۔ تائب صاحب ماشاء اللہ اپنی ذات میں ایک دبستان ہیں۔ یہ ایک مستقل روایت کے بانی ہیں جس سے وابستہ ہوئے بغیر آج اور ان شاء اللہ آئندہ بھی نعت گوئی کے میدان میں کوئی بامعنی پیش رفت نہیں ہو سکتی۔ شہزاد صاحب کی نعتوں کا بہترین حصہ اسی سانچے میں ڈھل کر نکلا ہے جو اس عظیم نعت گو کا بنایا ہوا ہے۔ امید ہے کہ شہزاد صاحب نعت گوئی کے دیگر آداب کی طرح اس کا فنی معیار بھی اِسی استادِ یگانہ سے اخذ کریں گے۔ بلاشبہ ہم لوگ اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہم نے تائب صاحب کو پڑھا ہے، انہیں دیکھا ہے، نعت گوئی کیسی ہوتی ہے؟ یہ دیکھنا ہو تو تائب صاحب کا کوئی مجموعہ کھول لیں، اور نعت گو کو کیسا ہونا چاہئے؟ یہ جاننا ہو تو انہیں دیکھ لیں۔

"ثنا کا موسم" دیکھ کر ایک اطمینان یہ بھی ہوتا ہے کہ مجددی صاحب اظہارِ

محبت کے اس چلن سے مجتنب ہیں جو حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لے کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی شانِ عظمت وجلال کو مجروح کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نعوذ باللہ ایک مقابلے اور موازنے کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ اس چلن پر چلنے والے گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ بندگی پر راضی نہیں ہیں۔ ان کی نظر میں معاذ اللہ کمالِ عبودیت کوئی نقص ہے۔ ظاہر ہے اس طرح کا بے مہار عشق دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ایک بدترین اہانت ہے جس کو شیطان ادب اور تعظیم بنا کر پیش کرتا ہے۔ اللہ کے فضل سے شہزاد صاحب کی نعتوں میں اس باطل رویے کی تردید کا خاصا سامان موجود ہے جو اپنی اصل میں رسالت کی روح کو جھٹلا دیتا ہے۔

اس مجموعے میں بلاشبہ بیسیوں اشعار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارے تعلق کی کوئی مخفی جہت کھولتے ہیں، انہیں نقل کرنا موجب طوالت ہوگا اس لیے بس یہ کہنے پر اکتفا کرتے ہوئے اپنے معروضات تمام کرتا ہوں کہ رب کریم انہیں اُس ذاتِ والا صفات کی مدّاحی کا بہترین اجر عطا فرمائے جو اُسے محبوب بلکہ محبوب ترین ہے۔ وصلی اللہ علی النبی الامی

وصلّی اللہ علی النّبی الاُمیّ

احمد جاوید

(ڈپٹی ڈائریکٹر)

اقبال اکیڈمی، لاہور۔

حمد باری تعالیٰ

جرم ہیں بے حساب یا توّاب
کھول بخشش کا باب یا توّاب

پیاس بجھ جائے کشتِ باطن کی
بھیج ایسا سحاب یا توّاب

بخش تسکین قلب کو میرے
دور ہو اضطراب یا توّاب

سن صدا "رَبَّنَا ظَلَمْنَا" کی
بخش بے احتساب یا توّاب

آنکھ نم ہے جبیں عرق آلود
قلب ہے آب آب یا توّاب

تیرے لطف و کرم کے دریا سے
میں رہوں فیضیاب یا توّاب

میرے عیبوں پہ ڈال دے پردہ
ٹال سارے عذاب یا توّاب

تیری رحمت بنا بھی دیتی ہے
معصیت کو صواب یا توّاب

جس کو تو خود سنوارنا چاہے
وہ ہو کیسے خراب یا توّاب

مجھ کو خوگر بنا اطاعت کا
بخش علم الکتاب یا توّاب

تو ہے اَرْحَمْ ترا رسول رحیم
ہو گا کس پر عتاب یا توّاب

دل سے نکلی ہے سوز و درد کے ساتھ
ہو دُعا مستجاب یا توّاب

ظلمت جاں کو نور کر اے نور!
ہو حقیقت یہ خواب یا توّاب

قرب شہزاؔد کو نواز اپنا!
اب اُٹھا دے حجاب یا توّاب

حمد

تیری جانب جو دھیان باقی ہے
اس لئے تو جہان باقی ہے

تیری یادوں کے فیض سے مولا
قلب پہ اطمنان باقی ہے

اور ہر چیز کے لیے ہے فنا
ایک تیری ہی شان باقی ہے

جو ترے رنگ سے ہوئے رنگین
اُن کا نام و نشان باقی ہے

دم بھروں میں تری اطاعت کا
جب تلک تن میں جان باقی ہے

کروٹیں لیں کئی زمانے نے
پر ترا سائبان باقی ہے

بخش دے گا گناہگار کو تو
یہ یقیں ، یہ گمان باقی ہے

مٹ گئے نام بادشاہوں کے
ذکر تیرا ہر آن باقی ہے

جانے شہزاؔد کس ادا کے طفیل
یہ زمیں آسمان باقی ہے

حمد باری تعالیٰ

تیرے جلوے ہیں ہر جگہ ہر سو
آنکھ ہو تو فقط ہے تو ہی تو

کس کلی میں نہیں ہے رنگ ترا
کس چمن میں نہیں تری خوشبو

آئنہ خلد کا بنے یہ جہاں
تیرے بندوں میں گر ہو تیری خو

تیری رحمت سے فیضیاب ہے وہ
جس کا دل کہہ رہا ہو اللّٰہ ھُو

جذب ایسا مجھے عطا فرما !
بھول جائیں مجھے یہ کاخ و کو

نَحنُ مِنْ مُسلِمِیْنَ اَسْلَمْنَا
اِنَّکَ قُلتَنَا فَلاَ تَھِنُوْا

من میں شہزاؔد کے ہے تیری لگن
خوگرِ حمد تن کا ہے ہر مُو

حمد

تو اصلِ حسن و جمال یاربّ !
تو خالقِ ہر کمال یاربّ !

ہر ایک تشبیہ سے منزّہ
نہیں ہے تیری مثال یاربّ !

ترا تصرف ہے خشک و تر پر
ترے ہیں دشت و جبال یاربّ !

بڑائی شایانِ شاں ہے جس کے
تو ہے وہی ذوالجلال یاربّ !

تجھے ہی زیبا ہے بس تکبر
ہے فخر تیرا ہی مال یاربّ !

مجھے عطا ہو یقیں کی دولت
چلا تواضع کی چال یاربّ !

کھڑا ہے کاسہ بدست سائل
جواب چاہے ، سوال یاربّ !

گدا کو بخشے جو بے نیازی
عجب ہے تیرا خیال یاربّ !

کہیں قدم لڑکھڑا نہ جائے
سنبھال مجھ کو سنبھال یاربّ !

اُٹھی ہے سینے میں اک چبھن سی
ورائے حزن و ملال یاربّ !

میں مستحق ہوں مجھے عطا ہو
زکوٰۃِ عشق بلال یاربّ !

ہوا ہے تیغ ہوس کا حملہ
عطا ہو رحمت کی ڈھال یاربّ !

کرے جو شہزاد کوئی دعویٰ
کہاں یہ اس کی مجال یاربّ !

حمد

جرم میرے ہزار یاغفّار !
رحم تیرا شعار یاغفّار !

کر نہ پائے گا کوئی پیمانہ
تیرے احساں شمار یاغفّار !

میں ہوں اِک عبد بے نوا تیرا
تو ہے پروردگار یاغفّار !

تیری رحمت سے ہے فرشتوں میں
آدمی کا وقار یاغفّار !

مطلعِ جاں سے اب اتار ہی دے
خواہشوں کا غبار یاغفّار !

عاجزی عبد کا لبادہ ہے
کِبر تیرا ازار یاغفّار !

نفس کو بادۂ تغافل کا
چڑھ نہ جائے خمار یاغفّار !

میں ہوں بیم و رجا کی کشتی میں
پار مجھ کو اتار یاغفّار !

تیرے جودوسخا پہ پلتے ہیں
مفلس و تاجدار یاغفّار !

کاش ہو طور اک تجلّی سے
قلب تیرہ و تار یاغفّار !

باغِ عرفاں میں رہے شہزاد
مثلِ بادِ بہار یاغفّار !

حمد

یا الٰہی مجھے میرے شر سے بچا
مجھ کو ابلیس کے ہر اثر سے بچا

اپنی رحمت کے سائے میں محفوظ رکھ
فتنہ زن سے ، تعظیمِ زر سے بچا

مجھ کو اپنی اطاعت کی توفیق دے
دین و دُنیا میں خوف و خطر سے بچا

جس پہ چل کر خسارہ اٹھانا پڑے
مجھ کو ایسی ہر اک رہگزر سے بچا

دے توازن طبیعت کو ہر حال میں
مجھ کو تاثیرِ ہر خشک و تر سے بچا

بخش اپنی حضوری کا مولا شرف
مجھ کو غفلت پہ مبنی خبر سے بچا

جس میں پنہاں ہو تاثیر بغض و حسد
میری ہستی کو ایسی نظر سے بچا

جس میں تیرے نبی ﷺ کی محبت نہ ہو
ہر مسلمان کو اس ڈگر سے بچا

ہم کو حفظِ مراتب کی توفیق دے
عیب جویانِ خیر البشر سے بچا

پھر سے نمرودیّت ہے مرے سامنے
مجھ کو فرعونِ حاضر کے شر سے بچا

مجھ کو ذوقِ قناعت کی خیرات دے
اپنے سائل کو غیروں کے در سے بچا

کر دے سجدہ جو تیرے سوا اور کو
میرے تن کو سدا ایسے سر سے بچا

جس میں تحسیں نہ ہو ، جس میں تسکیں نہ ہو
اس سفر سے بچا ، اُس حضر سے بچا

یا الٰہی مری روح کو پاک رکھ !
میرے باطن کو ہر شوروشر سے بچا

بخش عصمت کا شہزاد کو سائباں
ہر گھڑی حُبِّ اموال و زر سے بچا

حمد باری تعالیٰ

میں نے کہا تو کون ہے؟ اُس نے کہا ربِّ جہاں
میں نے کہا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا شاہِ شہاں

میں نے کہا رحمت تری؟ اُس نے کہا ہے بیکراں
میں نے کہا قدرت تری؟ اس نے کہا ہر دم عیاں

میں نے کہا کیا کام ہے؟ اس نے کہا جود و کرم
میں نے کہا کیا شان ہے؟ اُس نے کہا فوق از گماں

میں نے کہا کیا لاؤں میں؟ اس نے کہا بس عاجزی
میں نے کہا میں کیا کروں؟ اُس نے کہا میرا بیاں

میں نے کہا تیرا پتہ ؟ اُس نے کہا قلبِ حزیں
میں نے کہا رختِ سفر؟ اُس نے کہا عزم جواں

میں نے کہا میں کیا بنوں ؟ اُس نے کہا بندہ مرا
میں نے کہا خدمت ہے کیا ؟ اُس نے کہا آہ وفغاں

میں نے کہا سائل ہوں میں؟ اُس نے کہا کچھ مانگ لے
میں نے کہا تیری رضا ؟ اُس نے کہا دیدی ہے ہاں

میں نے کہا ذاتِ نبی ؟ اُس نے کہا مقصودِ کُل
میں نے کہا کعبہ ہے کیا ؟ اُس نے کہا میرا نشاں

میں نے کہا شہزاد کا ؟ اُس نے کہا سب ٹھیک ہے
میں نے کہا محشر کے دن ؟ اُس نے کہا دوں گا اماں

حمد باری تعالیٰ

سب سے افضل سب سے اعلیٰ تیرا نام
سب سے بہتر سب سے بالا تیرا نام

اوّل ، آخر ، ظاہر ، باطن تیری شان
ہر اونچے کی سوچ سے اونچا تیرا نام

ملتی ہے تسکین اسی سے روحوں کو
کتنا میٹھا ، کتنا پیارا تیرا نام

شاہد ہے ہر ذرّہ تیری قدرت پر
لکھا ہے ہر چیز پہ مولا تیرا نام

میری ہر اک رگ میں کرنیں رقصاں ہیں
جب سے صحن روح میں چمکا تیرا نام

جب بھی شاخِ نخلِ تمنّا خشک ہوئی
اس کا بادل بن کر برسا تیرا نام

جس کے دل کی آنکھ خدایا روشن ہے
اُس نے ہر سُو روشن دیکھا تیرا نام

اُس دن سے اک کیف سا اس پر طاری ہے
جس دن سے شہزاؔد نے جانا تیرا نام

حمد باری تعالیٰ

وہی مصوّر وہی ہے باریٔ رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ
اسی کی حمد وثنا ہے ساری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

وہی ہے خالق وہی ہے مالک وہ سب کا ربّ ہے وہ سب کا رازق
اسی کا سکّہ جہاں میں جاری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

وہی ہے معبود عالمیں کا وہی نگہباں ہے اس زمیں کا
اسی کو لائق ہے تاجداری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

وہی تو مطلوبِ انبیا ہے وہی تو مقصود اصفیا ہے
اسی کی خاطر ہے اشکباری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

ہیں اس کے قبضے میں سب خزانے اسی کے در یوزہ گر زمانے
وہی تو کرتا ہے چارہ کاری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

خدائے جنّ و بشر وہی ہے حقیقتاً مقتدر وہی ہے
اُسی کے نوری اسی کے ناری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

رحیم ہے وہ کریم ہے وہ عظیم تر سے عظیم ہے وہ
وہی مٹائے گا بے قراری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

چمن میں بلبل کا چہچہانا ، سحر کو غنچوں کا کھلکھلانا
اُسی نے دی گُل کو طرح داری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

اُسی سے شہزادؔ ہے محبت اُسی کی کرتے ہیں ہم عبادت
اُسی کا دل پر ہے خوف طاری رَضِیتُ باللہ رَضِیتُ باللہ

حمد باری تعالیٰ

یوں تو کرتے ہیں فرشتے بھی عبادت تیری
آئی انسان کے حصّے میں نیابت تیری

تیرا آغاز بھی اب تک نہ کوئی جان سکا
کون جانے کہ کہاں تک ہے نہایت تیری

انبیا ہی نے کرایا ہے تعارف تیرا
انبیا ہی نے بیاں کی ہے روایت تیری

ہو سکا ارض و سما سے نہ تحمل جس کا
آخر انساں نے سنبھالی ہے امانت تیری

مست رکھتا ہے سمندر کو تصوّر تیرا
کوہ کو وجد میں لاتی ہے حکایت تیری

چاند ، تارے ہیں ترے حُسن کا مظہر مولا!
لالہ و گل سے نمایاں ہے نفاست تیری

تیری تسبیح کے خوگر ہیں پرندے سارے
پتے پتّے سے عیاں ہوتی ہے عظمت تیری

قلب کی آنکھ کھلی ہو تو پتہ چلتا ہے
تیرا عرفان ہے کیا ، کیا ہے حقیقت تیری

اپنی تسخیر کی کوشش میں لگا ہے کب سے
چاہتا ہے ترا شہزاؔد حمایت تیری

حمد باری تعالیٰ

میں اپنے دل میں تیرے ذکر کی محفل سجاتا ہوں
مرے مالک ! میں تیری یاد میں تسکین پاتا ہوں

مراقب ہو کے تیرے قرب کی لذت اٹھاتا ہوں
میں رنگ و نور کے چشموں میں اس صورت نہاتا ہوں

کبھی میں اَنفُس و آفاق میں چکر لگاتا ہوں
کبھی عرش معلّٰی سے بھی آگے گھوم آتا ہوں

حواس خمسۂ باطن میں تیرا شوق بڑھتا ہے
تری تسبیح کے نغمات جب میں گنگناتا ہوں

تخیل رابطہ کرتا ہے جب اصل لطائف سے
بڑی مشکل سے اپنے آپ میں اس دم سماتا ہوں

ترے فیضان سے ہیں قلب، روح و سرّ، خفی روشن
ترے لطف و کرم کی روشنی سے جگمگاتا ہوں

بہ فیضِ اسمِ احمد کوئی دم ایسا بھی ہوتا ہے
میں اپنی روح کو سرکار کے روضے پہ پاتا ہوں

درُود پاک جب پڑھتا ہوں میں کامل حضوری سے
کبھی بطحا میں ہوتا ہوں کبھی طیبہ کو جاتا ہوں

خیال آتا ہے اے شہزاؔد جب اعمال نامے کا
ندامت سے خدا کے سامنے سر کو جھکاتا ہوں

حمد

یا الٰہی بیکسوں کا آسرا تو ہی تو ہے
سر بلندی کی حدوں کا منتہا تو ہی تو ہے

تیرے حسنِ خلق کا مظہر ہیں یہ شمس و قمر
جس کی ہر تخلیق ٹھہری دلربا تو ہی تو ہے

میرے دل کے وسوسے بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں
مجھ سے بڑھ کر ہے جسے میرا پتا تو ہی تو ہے

تیری جانب ہے توجہ جسم و جان و روح کی
میرے مولا ! مرجع حرف دُعا تو ہی تو ہے

تیرے اوصاف و محاسن کا بیاں ممکن نہیں
میری ہر حمد و ثنا سے ماورا تو ہی تو ہے

بن گیا شہزادؔ تیرے لطف سے عبدالنّبی
جس کے بندے ہیں نبی وہ ذوالعُلا تو ہی تو ہے

حمد

ہے عالم کا روزی رساں میرا اللہ
ہے خلّاق و ربّ جہاں میرا اللہ

ورائے حدِ ہر گماں میرا اللہ
عیاں میرا اللہ نہاں میرا اللہ

کہاں ہے وہ لیکن ، کہاں وہ نہیں ہے
یہاں میرا اللہ وہاں میرا اللہ

تصرّف ہے دارین میں اس کا جاری
ہے مقصود ہر انس و جاں میرا اللہ

کھلا کر دلوں میں معارف کے غنچے
سجاتا ہے گلزار جاں میرا اللہ

میں کیا اس کی شہزاد توصیف لکھوں
کہاں میں ضعیف اور کہاں میرا اللہ

حمد باری تعالیٰ

ابتدا تو ہے انتہا ہے تو
اے کہ خلّاق دوسرا ہے تو

سجدہ کرتے ہیں انبیا تجھ کو
اے کہ معبودِ مصطفےٰ ہے تو

مصدرِ لطف بارگاہ تیری
مرجعِ آہِ نارسا ہے تو

راحتِ قلب و جاں ہے ذکر ترا
منبعِ رحمت و عطا ہے تو

اے غنی ! مغنی ، اجود الاجواد
اپنے ہر وصف میں جدا ہے تو

بخش میرے گناہ اے غفّار !
غافرُ الذّنبِ والخطا ہے تو

تیرا ہر چیز پر تصرّف ہے
کیونکہ ہر چیز کا خدا ہے تو

کیوں نہ شہزادؔ تیری حمد لکھے
خالقِ حسنِ والضّحیٰ ہے تو

حمد باری تعالیٰ

راحت افزا عجب ہے ذکر ترا
مغفرت کا سبب ہے ذکر ترا

زینتِ نطق ، تیرا اسم عظیم
وجہِ تحریک لب ہے ذکر ترا

وقت کے ہاتھ میں تری تسبیح
گردش روز و شب ہے ذکر ترا

بندگی ، حلم ، آگہی ، ایثار
دیکھا جائے تو سب ہے ذکر ترا

بے بسی کی سیاہ راتوں میں
روشنی کا سبب ہے ذکر ترا

جس کا احصا کرے زبانِ بشر
اتنا محدود کب ہے ذکر ترا

تیرے ارشاد سے ہوا معلوم
ذکرِ شاہ عرب ہے ذکر ترا

جس کو نسبت ہے تیرے پیاروں سے
اس زمیں کا ادب ہے ذکر ترا

فکرِ شہزآد کے لئے لاریب
باعثِ تاب وتب ہے ذکر ترا

حمد و مناجات

اے رحیم و کریم اے ستّار
تو نے بخشا ہے آدمی کو وقار

فضل درکار ہے گناہوں کو
اے حلیم و وکیل اے غفّار

بات بنتی ہے تیری رحمت سے
اے شہید و حمید اے مختار

بھر دے مولا ثناء کے پھولوں سے
میرے فکر و شعور کا گلزار

آسماں و زمیں یہ شمس و قمر
تیری صنعت گری کا ہیں اظہار

سج کے آئے رخِ رسالت پر
تیری توحید کے حسیں انوار

تیری تسبیح مجھ سے ہو نہ سکی
ہے مرے لب پہ عجز کا اقرار

جو ہوا مجھ سے میں نے کر دیکھا
میرے حالات کو اب آپ سنوار

نفس کے شر سے مجھ کو رکھ محفوظ
بھوت خواہش کا میرے سر سے اُتار

حمد شہزادؔ سے ہو کیا تیری
تو ہے بے عیب اور میں بے کار

مناجات

فضائے فکر پر چھایا ہوا غبار اتار
ریاضِ جاں میں مرے ربّ نئی بہار اتار

اُجال کعبۂ دل کے غلافِ کہنہ کو
دیار سرورِ عالم میں ایک بار اتار

نجات بخش مجھے غیر کے تعلق سے
بہت ضعیف ہوں سر سے مرے یہ بار اتار

جو تیرے حکم کو نافذ کرے زمانے میں
فلک سے فرش پر اب تو وہ شہسوار اتار

نکال میرے رگ و پے سے خواہشات کا میل
انانیّت کا مری آنکھ سے خمار اتار

ستیزہ کار ہے ہر موج میری کشتی سے
حیات و موت کے مالک اسے بھی پار اتار

نئے خیال کی شہزاد کو بشارت دے
دلِ حزیں پہ کوئی حرفِ خوشگوار اتار

نعت

سرورِ دیں کی گدائی واہ وا
شہر طیبہ تک رسائی واہ وا

اللہ اللہ خوش نصیبی کا عروج
رات دن مدحت سرائی واہ وا

سرورِ کونین کے اعزاز میں
دست بستہ ہے خدائی واہ وا

روشنی میں ڈھل گئی ہیں ظلمتیں
اے ظہور مصطفائی! واہ وا

اہل محشر دیکھ کر حیران ہیں
ہم غلاموں کی رہائی واہ وا

لب پہ آنا تھا درود پاک کا
ہو گئی دل کی صفائی واہ وا

پیر کامل کی خدایا خیر ہو
مے ہمیں ایسی پلائی واہ وا

ترجمہ شہزاد اشکوں نے کیا
نعت آنکھوں نے سنائی واہ وا

نعت

نعت سرکار کہاں اور کہاں میں بیکار
شعر گوئی ہے مری اُن کے کرم کا اظہار

زیب دیتی ہے جہاں بانی انہیں قوموں کو
آپ جیسا ہو جن اقوام کا میر و سردار

جب سے دیکھا ہے وہ خورشید نبوّت میں نے
تب سے رہتا ہے مرا بخت ہمیشہ بیدار

کاش آ جائے میسّر وہ شفا بخش فضا
جس میں پاتے ہیں سکوں سارے جہاں کے بیمار

آپ کے لطف و عطا ، جود و سخا نے توڑی
نفرت و جبر جفا ، جور و ستم کی دیوار

اور جچتا ہی نہیں کوئی قسم سے اُس کو
کوئی کر لیتا ہے جب آپ کے رُخ کا دیدار

چاند ہے آپ کا خادم تو ہے خورشید غلام
آپ کے حکم پہ چلتے ہیں جبال و اشجار

اب تو موصول حضوری کا ہو پیغام مجھے
اب تو مل جائے مجھے کوئی بشارت سرکار

اپنے شہزاد کے حالات پہ بھی ایک نظر
فرش تا عرش کیا آپ کو حق نے مختار

نعت

یوں تازگی روح کا سامان کریں گے
ہر سانس کو آقا کا ثنا خوان کریں گے

جوڑیں گے مدینے کی ہواؤں سے تعلق
افکار کے جنگل کو گلستان کریں گے

کروا کے اسے گنبد خضریٰ کا نظارہ
ہم نفس منافق کو مسلمان کریں گے

کیا کیا نہ عطا ہو گا فقیروں کو وہاں سے
دربار میں جب مدحت سلطان کریں گے

لٹکیں گی یونہی سر پہ ہمارے یہ صلیبیں
جب تک نہ قبول آپ کا فرمان کریں گے

پھوٹیں گی ہر اِک شعر سے تاثیر کی کرنیں
ہم نعت کو جب تابعِ قرآن کریں گے

محشر میں پڑھے جائیں گے سرکار کی نعتیں
یوں مرحلہ خلد کو آسان کریں گے

ہر ذہن کو ہم دیں گے مدینے کا تصوّر
ہر قلب کو ہم صاحب عرفان کریں گے

جس ذات سے شہزادؔ ہے ہر چیز سلامت
اُس ذات پہ ہر چیز کو قربان کریں گے

نعت

دیارِ باطن کے طاقچوں میں دیئے ثناء کے جلائے رکھنا
ادب سے پلکوں پہ آنسوؤں کے حسین موتی سجائے رکھنا

اگر نہ اُن کے ادب کا دامن ہمارے دستِ نیاز میں ہو
عبث ہے صوم و صلوٰۃ کے پھر پہاڑ سر پر اُٹھائے رکھنا

اگر نہ کشتِ یقیں پہ برسیں سحابِ لطفِ نبی کی بوندیں
تو بے اثر ہے ریاضتوں کی چتا میں خود کو بٹھائے رکھنا

حروفِ نعتِ نبی کی قوّت کا ایک ادنیٰ مظاہرہ ہے
ہمارا نوکِ قلم چبھو کر ضمیرِ شب کو جگائے رکھنا

لگاؤ یادِ نبی کے پودے دل و نظر کی کیاریوں میں
جو چاہتے ہو عقیدتوں کا چمن ہمیشہ کھلائے رکھنا

علاج امراض روح و جاں کا ہے ذکرِ صلِّ علیٰ میں پنہاں
جو چاہتے ہو سکوں کی دولت اسی میں دل کو لگائے رکھنا

یہی ہے ایمان کا تقاضا، اسی میں ذاتِ خدا ہے راضی
جبیں عجز و نیاز شہزاد اُن کے در پر جھکائے رکھنا

نعت

جو تیری یاد میں گزرے وہی لمحہ مؤثر ہے
کہ اس لمحے کی خوشبو سے مشامِ جاں معطّر ہے

پرونا فکر کی تسبیح میں موتی درُودوں کے
یہی ہے حاصلِ ہستی یہی میرا مقدّر ہے

جنابِ سرورِ کونین کی چوکھٹ پہ وہ دیکھو!
گزارش لے کے پلکوں پر کھڑا کوئی سخنور ہے

کوئی سلطان پھر کیسے جچے اس کی نگاہوں میں
درِ سرکار کا سائل تو خود رشکِ سکندر ہے

نظر سرکار کی سیرت کے ہر پہلو پہ ہو جس کی
وہی مرشد وہی رہبر وہی حاکم مؤقر ہے

پہنچتی ہے کمک ہر دم مجھے شہر مدینہ سے
مرے آگے اسی خاطر مری ہستی مسخر ہے

شہ کونین کے لطف و کرم پر ہے مدار اس کا
حقیقت آشنا جس نور سے میرا تصوّر ہے

خدا کے فضل سے تحریک ہے میرے لطائف میں
نگاہِ مرشد کامل سے میرا دل منوّر ہے

عجب فیضان ہے شہزادؔ نعت سرورِ دیں کا
پریشانی کے اندر بھی مجھے تسکیں میسّر ہے

نعت

یہ ہے ایماں کہ ہیں بعد خدا خیرالبشر افضل
خدا جانے مقامِ مصطفیٰؐ ہے کس قدر افضل

لگے سرکار کے قدموں سے جو ذرّے جواہر ہیں
انہیں کے فیض نسبت سے ہوئے سنگ و شجر افضل

فضیلت ہے معانی آشنا اُن کی اداؤں سے
ہر اِک پہلو ہے ان کی زندگی کا سر بسر افضل

ہدایت بخش سب انداز ہیں شاہِ مدینہ کے
ہے ان کا ہر عمل افضل ، سفر افضل ، حضر افضل

نقوشِ پا انہیں کے خضر کو رستہ دکھاتے ہیں
انہیں کا راستہ سیدھا ، انہیں کی رہگزر افضل

خدا کا ذکر ہو جس میں ، نبی کی نعت ہو جس میں
نہ کیوں وہ شام ہو پیاری ، نہ کیوں ہو وہ سحر افضل

پرکھ لو بات یہ بے شک شریعت کی کسوٹی پر
ہے بیت اللہ سے میرے نبی کا مستقر افضل

مرا آغاز اور انجام ہے شہزؔاد نعت اُن کی
ہوا ہے کام اِک مجھ سے یہی مقدور بھر افضل

نعت

دل سے حمد خدا نکلتی ہے
ساتھ اُن کی ثناء نکلتی ہے

جا پہنچتی ہے گوشِ رحمت میں
قلب سے جو صدا نکلتی ہے

اوڑھ کر بُردۂ درود و سلام
میرے منہ سے دُعا نکلتی ہے

صبح سحری کے وقت طیبہ سے
لے کے خوشبو صبا نکلتی ہے

جلتی ہیں وہ جن کے ہونٹوں سے
مدحتِ مصطفٰے نکلتی ہے

غم مٹانے کو سبز گنبد سے
اک تجلّی جدا نکلتی ہے

موت شہزاد اُن کے زائر سے
اپنا دامن بچا نکلتی ہے

نعت

سہارا دے دیا بروقت اُن کی غمگساری نے
مجھے تو مار ڈالا تھا مری عصیاں شعاری نے

ضرورت ہے مجھے سرکار پھر تسکین و راحت کی
بنایا قریہ جاں میں ٹھکانہ بے قراری نے

کبھی ممکن نہیں تھا نخوت و ظلم و تشدّد سے
کیا جو کام سلطان حرم کی انکساری نے

مجھے اعزاز دے وہ کاش اپنی میزبانی کا
شرف بخشا ابو ایوّب کو جس کی سواری نے

صحابہ ہوں رسول اللہ کے یا اولیاء اللہ

نوازے ہیں انہیں یہ مرتبے خدمت گزاری نے

خدا کے نور کی کرنیں اسی کے صحن میں چمکیں
اگرچہ راستہ روکا بہت بوجہل ناری نے

اثر ہے سارے عالم میں ہوائے شہر طیبہ کا
چمن کو رنگ بخشے ہیں اسی بادِ بہاری نے

ہجوم رنج ہو شہزاؔد یا مجمع مصائب کا
مجھے تنہا نہیں چھوڑا کبھی محبوب باری نے

نعت

مدح نبی کرے جو فرشتہ سرشت ہو
کہتا ہے نعت جس کا عُقیدہ درست ہو

فضل خدا و لطف نبی سے ہے کیا بعید
بزم رسول پاک ہو ، ہم ہوں بہشت ہو

درپیش ہے حضور کی مدحت کا مرحلہ
کیسے سمند فکر کی رفتار سست ہو

نسبت ہو جس کو سرور عالم کی فوج سے
اُس کو کسی محاذ پہ کیسے شکست ہو

دل میں خدا کی یاد ہو ، لب پہ نبی کا نام

میری ہر اِک نشست بس ایسی نشست ہو

کامل ہے اُن کے عشق میں شہزاؔد اِس قدر
جتنا تو اتباع شریعت میں چُست ہو

نعت

عشق احمد خدا سے ملتا ہے
ربّ نبی کی رضا سے ملتا ہے

علم و حکمت ، کمال فکر و شعور
سب درِ مصطفےٰ سے ملتا ہے

با خدا جب کبھی سوال کریں
اُن کے دستِ عطا سے ملتا ہے

مانگنے کا اگر سلیقہ ہو
فیض اُن کے گدا سے ملتا ہے
زائرو ! یوں حضور سے ملنا

جیسے بندہ خدا سے ملتا ہے

کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہیں
لطف اُن کی ثناء سے ملتا ہے

راہِ عرفاں کے ہر مسافر کو
فیض اس رہنما سے ملتا ہے

ہم سے شہزاد سب فقیروں کو
شاہِ جود و سخا سے ملتا ہے

نعت

موج رحمت حضورؐ کا گریہ
نور والا ہے نور کا گریہ

بن گیا رہنمائے اہلِ کمال
تاجدار شعور کا گریہ

کھول دے گا جناں کے دروازے
شاہِ یوم النّشور کا گریہ

شانِ خیرالوریٰ کا مظہر ہے
ارنی گوئے طور کا گریہ

عاشقانِ نبی کو حاصل ہے
کس نشاط و سرور کا گریہ

بہرِ دیدِ حضور ہے شہزادؔ
جن و انسان و حور کا گریہ

نعت

نبی کی غلامی بڑے کام آئی
مدینے سے چٹھی مرے نام آئی

درخشاں ہمیشہ سے ہے مہر فاراں
نہیں اس کے اوپر کبھی شام آئی

نئی نعت مکتوب طیبہ کی صورت
حضوری کا بن کر ہے پیغام آئی

یہ اعجاز ہے ذکر صلِ علیٰ کا
مصیبت بھی اکثر مرے کام آئی

تعال اللہ ! خورشید توحید نکلا
خوشا ! صبح ترحیل اصنام آئی

ہر اک نعت شہزاد تسکیں بداماں
دلاسہ بنے وقت آلام آئی

نعت

دیارِ باطن کی ہر گلی میں رہیں ثناء کے چراغ روشن
شعورِ نعت نبی کی کرنوں سے ہو مرا بھی دماغ روشن

انہیں کی نسبت سے جنگلوں پر صدا بہاریں ہیں گلستاں کی
اُنہیں کی برکت سے ہو گئے ہیں دلوں کے ٹوٹے ایاغ روشن

ملی ہیں کتنی حسیں ادائیں خدا سے محبوب دو جہاں کو
کہ جن اداؤں کی یاد سے ہیں دلوں میں الفت کے داغ روشن

وسیلہ عالم میں آیتوں کے فروغ کا کس کی ذات ٹھہری
کیے خدا نے لبوں پہ کس کے حروفِ الاّ البلاغ روشن

نجات کس کے کرم سے پائی دل قلندر نے ماسوا سے
کیئے ہیں کس نے شب ہوا میں اطاعتوں کے چراغ روشن

تجھے بھی شہزاؔد مل ہی جائے گا نور آقا کی بارگہ سے
کہ ہے عقابوں کی ہم نشینی کے فیض سے قلب زاغ روشن

نعت

وہ بشر جس کے تصور سے قوی ایمان ہو
کون ہے ان کے سوا جو بولتا قرآن ہو

شام ہستی میں جلیں حسن عقیدت کے چراغ
روشنی صبح جاں میں نعت کا فیضان ہو

پھر عطا ہو جائیں قلب و جاں کو وہ سرشاریاں
پھر مرے آقا حضوری کا کوئی سامان ہو

یہ زمیں کیا آسمانوں میں بھی ہوں جس کے وزیر
غیر ممکن ہے کہ اب ایسا کوئی سلطان ہو

زیب تن ان کے نہ ہو کیونکر امامت کی قبا
جن کا ہر ارشاد پاک اللہ کا فرمان ہو

مظہر ذات و صفات حق تعالیٰ ہیں حضور
کیوں نہ اُن کے حسن سے ظاہر خدا کی شان ہو

ذکرِ اوصاف نبی شہزاد اکثر کیجئے
شاید اس طرح سے کچھ شکرانہ احسان ہو

نعت

ہے اپنی جگہ خوب، عبادات کی لذّت
لیکن ہے جدا تیری ملاقات کی لذّت

ملتا ہے عجب لطف ترے شہر کی حد میں
مسحور کیے دیتی ہے حالات کی لذّت

جس رات کہ حاصل تھا ترے رخ کا نظارہ
بھولی نہیں اب تک مجھے اس رات کی لذّت

روشن تری تقلید سے اعمال کا چہرہ
تسکین فشاں تیرے خیالات کی لذّت

ہے اوج پہ اس شخص کی قسمت کا ستارہ
حاصل ہو جسے خدمت سادات کی لذّت

ہو جاتا ہے اِک کیف مری روح پہ طاری
یاد آتی ہے جب تیرے مقالات کی لذّت

ٹوٹا ترے ارشاد سے تفریق کا جادو
بخشی تری سیرت نے مساوات کی لذّت

فتویٰ یہ ملا حضرت مالک کے عمل سے
قرباں تیری دہلیز پہ عرفات کی لذّت

پاتا ہی نہیں نعت سے شہزادؔ فراغت
چکھ لیتا کبھی ورنہ مناجات کی لذّت

نعت

تکتا ہے سوئے گنبد، خضریٰ بچشم نم
زائر جو چھوڑتا ہے مدینہ بچشم نم

ہوتی ہیں اس کی ذات پہ رحمت کی بارشیں
دیکھے جو ایک بار وہ روضہ بچشم نم

مقبول بارگاہ کو ہوتا ہے بس نصیب
یادشہِ ھدیٰ میں تڑپنا بچشم نم

اہل نظر کو ارضِ مدینہ ہے کیوں عزیز
جا کر وہاں یہ بات سمجھنا بچشم نم

پوچھو تم اُس سے روضۂ سرکار کا مقام
دیکھا ہے جس نے خلد کا نقشہ بچشم نم

پہنچے دیار قدس میں جتنے تھے خوش نصیب
پیچھے رہا حضور میں تنہا بچشم نم

ارضِ حرم میں کاش میں باطن کی آنکھ سے
دیکھوں تجلیّات کی دُنیا بچشم نم

آقا ! مجھے دکھایئے راہِ مدافعت
دیتا ہوں اپنی ذات کا پہرہ بچشم نم

ٹھہروں گا اس دیار میں شہزآد کس طرح
میں نے ہزار بار یہ سوچا بچشم نم

نعت

مطلعِ صبحِ عرب پر ہے سجا مہرِ منیر
دینے آیا ہے اندھیروں کو ضیا مہرِ منیر

ابتدائے آفرینش کا محرّک اس کا نور
ہے کمالاتِ بشر کی انتہا مہرِ منیر

ضوفشاں ہے کائنات حُسن میں اس کا جمال
زینت کون و مکاں ، نورِ خدا مہرِ منیر

آج تک جس سے منوّر ہے ضمیرِ کائنات
روشنی کا وہ مکمل سلسلہ مہرِ منیر

قاسم فیضان باری ، پیکر لطف و کرم
رحمت حق ، منبع صدق و صفا مہر منیر

بحر اسرار و معارف ، صاحب خُلق عظیم
کنز عرفاں، مخزن جود و سخا مہر منیر

روحِ عیسیٰ علیہ السلام جان موسیٰ علیہ السلام قرۃ العین خلیل
فخر آدم ، مقتدائے انبیا مہر منیر

تیری کرنوں سے مزیّن جس کا طول و عرض ہو
دے مجھے خیرات میں ایسی قبا مہر منیر

تیری سیرت سے ملا ہے میری ہستی کو جواز
کیسے ہو گا مجھ سے تیرا حق ادا مہر منیر

روزِ محشر دوں گا میں شہزادؔ یوں اُن کو صدا
المدد ! اے شافع روزِ جزا مہر منیر !

نعت

ملے گی قلب کو تسکین زیرِ گنبد خضریٰ
بہ فیضِ طٰہٰ و یٰسین زیرِ گنبد خضریٰ

جہانِ رنگ و بُو محتاج ہے جس کے تصرّف کا
ہے ایسا صاحبِ تکوین زیرِ گنبد خضریٰ

ٹھکانہ آؤ پہلے سے بنا لیں ہم وہاں اپنا
سمٹ جائے گا آخر دین زیرِ گنبد خضریٰ

کھڑا ہو کر کروں نذرِ نبی تحفہ تحیت کا
پڑھوں پھر بیٹھ کر یٰسین زیرِ گنبد خضریٰ

مرے قلب و نظر میں نور کے فانوس ہوں روشن
ہو میری روح کی تزئین زیرِ گنبد خضرا ی

عجب کیا ہے مدینے کی فضا مجھ کو میسّر ہو
لکھوں اس نعت کی تضمین زیرِ گنبد خضریٰ

مقام اس سبز گنبد کا کوئی افلاک سے پوچھے
خدا کے لاڈلے ہیں تین زیرِ گنبد خضریٰ

اگر توفیق مل جائے مواجہ میں حضوری کی
بجاؤں ہچکیوں کی بین زیرِ گنبد خضریٰ

مجھے خیرات دیں سرکار اسرار و معارف کی
کریں ارشاد اور تلقین زیرِ گنبد خضریٰ

سمندر رحمتوں کے جوش میں آ جایا کرتے ہیں
صدا دے جب کوئی مسکین زیرِ گنبد خضریٰ

درود پاک ہو شہزادؔ ہو روضے کی جالی ہو
دُعا ہے سب کہو آمین زیرِ گنبد خضریٰ

نعت

ہے وادیٔ بطحا کی فضا اور طرح کی
چلتی ہے مدینہ میں ہوا اور طرح کی

ہر بات کہی جاتی ہے اشکوں کی زباں میں
ہوتی ہے مواجہ میں دُعا اور طرح کی

اے سائلو! یہ رحمت کونین کا در ہے
ہوتی ہے یہاں بھیک عطا اور طرح کی

اے کاش ہو ایسی مرے افکار میں جدّت
ہر روز کروں مدح و ثناء اور طرح کی

طاری ہے دل و جاں پہ عجب بسط کا عالم
لائی ہے خبر بادِ صبا اور طرح کی

جس شان سے چاہیں جسے سرکار نوازیں
ہر کعب کی خاطر ہے ردا اور طرح کی

دیتا ہے سبق اَشھد وَ اَسھد کا تفاوت
ہوتی ہے مقّرب کی خطا اور طرح کی

نازک ہے مزاج اس کا بہت نظم و غزل سے
ہے نعت نبی صنف ذرا اور طرح کی

شہزاؔد کو ہو جائے عطا رنگ اویسی رضی اللہ عنہ
عشاق میں ہو میری وفا اور طرح کی

نعت

کون کہتا ہے خدائی چاہیے
بس محمد کی گدائی چاہیے

سازو ساماں پاس ہے لیکن حضور !
قافلے کو رہنمائی چاہیے

اب تو کرتا ہے تقاضا نفس بھی
قید خواہش سے رہائی چاہیے

ان کی عظمت کو سمجھنے کے لیے
عزّ وشان کبریائی چاہیے

آرزو ہے دیدۂ بے تاب کی
پھر وہی جلوہ نمائی چاہیے

قصروالوں سے غرض ہم کو نہیں
شہر طیبہ تک رسائی چاہیے

اے سراپا نور ! اے ظلمت شکن
قریہ جاں کو صفائی چاہیے

کام جو شہزاد آئے حشر میں
اب کوئی ایسی کمائی چاہیے

نعت

سیرت و صورت مصطفےٰ روشنی
میرے آقا کی ہے ہر ادا روشنی

ان کے الفاظ سورج سے رخشندہ تر
گفتگو ، حرف ، لہجہ ، صدا روشنی

ظلمت دہر میں ہے ستارہ فشاں
سرور دیں کی مدح و ثناء روشنی

اِک سمندر ہے کعبہ بھی انوار کا
سبز گنبد کی ہے پر جدا روشنی

چھٹ گئیں مطلع دہر سے ظلمتیں
لے کے آئے رسول خدا روشنی

دیکھ کر دنگ ہے عرش کی آنکھ بھی
اوڑھ آئی کچھ ایسی قبا روشنی

فیضیاب درِشاہ لولاک ہیں
چاند ، سورج ، ستارے ، صبا ، روشنی

بارگاہِ رسالت سے شہزآد کو
ہو رہی ہے مسلسل عطا روشنی

نعت

پہنچا مرا درود جو اُن کی جناب میں
مجھ کو سلام عرش سے آیا جواب میں

جب تک نہ ہو شریعت خیرالوریٰ کا فیض
ممکن نہیں تمیز گناہ و ثواب میں

اب تو کوئی سبیل حضوری کی ہو حضور
کب تک رہے گی جان مسلسل عذاب میں

اشکوں نے کی بلال رضی اللہ عنہ کے لہجے میں گفتگو
صد شکر کامیاب رہا میں خطاب میں

ان کے سوا جہان میں ایسا نہیں کوئی
جس نے کیا ہو قید سمندر حباب میں

کیسے ثنائے سرور عالم کو چھوڑ دیں
لازم یہ شِق ہے عشق رسالت کے باب میں

والشّمس ، والقمر کہیں وَالّیل و والضُّحٰی
نعتیں لکھی ہوئی ہیں خدا کی کتاب میں

اک بار اور کیجئے شہزآد پر کرم
اک بار اور آیئے سرکار خواب میں

نعت

بہار ہی پر نہیں ہے موقوف نعتِ خیرالوریٰ کا موسم
ہر اک مہینہ ہے ماہ مدحت ، ہر ایک موسم ثناء کا موسم

رؤف ہیں وہ رحیم ہیں وہ ، حبیب ربّ کریم ہیں وہ
وہ جب ہوں مائل بہ لطف سمجھو یہی ہے فضل خدا کا موسم

وہ جن کے نقش قدم پہ چل کر ضمیر انسان مطمئن ہے
رواں ہے کون و مکاں میں ان کے عمل سے رشد و ھدٰی کا موسم

ملے اجازت تو میں بھی دیکھوں وہ سبز گنبد وہ نوری جالی
عطا ہو فصل وصال آقا! ہو ختم آہ و بکا کا موسم

انہیں کی دریوزہ گر ہیں صدیاں انہیں کے ادنیٰ گداز مانے
ازل سے تا بہ ابد ہے میرے نبی کے جود و سخا کا موسم

ابوالبشر تھے نہ ابن مریم مگر وہ جلوہ نما تھے پیہم
رہا ہے گلزار کن فکاں میں انہیں کے عزّ و علا کا موسم

تو پھر ہے شہزاؔد کیسا خطرہ ریاض اعمال کو خزاں کا
فضائے محشر میں جبکہ ہو گا شفاعت مصطفیٰ کا موسم

نعت

پاؤں جو دل میں خواہش جاہ و حشم کو میں
کرتا ہوں یاد آپ کے سنگ شکم کو میں

رہتا ہے اس کی نوک پر اسم رسول پاک
دیتا ہوں اس خیال سے بوسہ قلم کو میں

پڑھتے ہوئے درود خدا کے حبیب پر
جاؤں گا اطمینان سے ملک عدم کو میں

آتا ہے رشک سائلِ طیبہ کے بخت پر
تکتا ہوں جب حضور کے جودو کرم کو میں

اب تو مجھے نصیب ہو طرز عرب حضور !
بیٹھا ہوں کب سے چھوڑ کر رسم عجم کو میں

ڈھل کر نیاز و عجز کے سانچے میں سرتاپا
چوموں گا جا کے ایک دن ارضِ حرم کو میں

کرتا ہوں اپنا قبلہ فِکر و نظر درست
مرکز بنا کر آپ کے نقش قدم کو میں

نعت

ثانی مصطفےٰ ہوا نہ کوئی
آپ جیسا کہیں سنا نہ کوئی

آپ آتے اگر نہ عالم میں
حق سے ہوتا ہی آشنا نہ کوئی

آپ کے بعد اے سراپا جمال
خلق میں آپ سا ملا نہ کوئی

اس نے کی آپ کے حقوق کی بات
کر سکا جس کا حق ادا نہ کوئی

پڑھ لیا جھوم کر دُرود و سلام
اور مجھ سے ہوئی دُعا نہ کوئی

رہبری ان پہ ختم ہے شہزادؔ
ہو گا اب ان سا رہنما نہ کوئی

نعت

کر رہا ہوں بیاں حضور کی شان
المدد ! روح حضرت حسان ﷛ !

آپ ہیں حُسنِ انتخاب بصیر
آپ جیسا نہیں کوئی انسان

دل سے بے ساختہ نکلتا ہے
میرے آقا میں آپ پر قربان

جو ملے ریگزار طیبہ میں
ہیں وہ ذرّات نیلم و مر جان

آپ کی پیروی کا نام ہے دیں
آپ کی ذات سے وفا ایمان

یا نبی ﷺ آپ کے سوا نہ جچا
مسند دہر پر کوئی سلطان

آپ کے لطف پر نظر تھی مری
چل پڑا گھر سے بے سروسامان

اُن کی تائید جبرئیل کریں
میریل تائید حضرتِ حسّان رضی اللہ عنہ

اس میں شہزاد بس گیا ہے درُود
قریہ جاں ہو کس طرح ویران

نعت

حزن و آلام کو یوں دل سے مٹایا جائے
ذکرِ سرکار سنا اور سنایا جائے

کر کے فانوسِ دل و جاں میں ثنا کے روشن
بزمِ افکار و تخّیل کو سجایا جائے

سنّتِ سرورِ کونین سے یہ درس ملا
پہلا پھل آئے تو بچوں کو کھلایا جائے

شافعِ حشر کو ہو گا یہ گوارا کیسے
ان کی امت کو جہنم میں جلایا جائے

روح اس آس پہ قالب میں لیے پھرتا ہوں
کاش مجھ کو بھی مدینے میں بلایا جائے

ذکر ہو صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا جاری
جس گھڑی میرے جنازے کو اٹھایا جائے

آئیں آقا تو ادب سے میں کھڑا ہو پاؤں
اتنا اونچا مری تربت کو بنایا جائے

عشق سرکار سکھانے کے لئے لازم ہے
نفس کو لذّت بے جا سے بچایا جائے

آئے آواز وہ جاتا ہے ثنا خوانِ رسول
جب جہاں سے تیرا شہزاد خدایا جائے

نعت

حصار حرص و ہوا سے نکل دلِ ناداں
دیار سرور دوراں کو چل دلِ ناداں

نیاز و عجز سے ملتا ہے اس ہنر میں کمال
یہ راہِ مدح نبی ہے سنبھل دلِ ناداں

فغاں کو ڈھال کر اشکوں کے آبگینوں میں
بنا دے کام زباں کا سہل دلِ ناداں

خبر ہو گلشن طیبہ کی عندلیبوں کو
ریاض جاں میں کچھ ایسے مچل دلِ ناداں

درُود و نعت ہی لے جادرِ حضور پہ ساتھ
خراب و خام ہے فردِ عمل دلِ ناداں

تری نشست بھی ہو گی نبی کے حلقے میں
ذرا تو اپنی روش تو بدل دلِ ناداں

مرا نصیب کہ ہے سامنے ریاض رسول
ہے آج ناظر حسن ازل ، دلِ ناداں

اگر نصیب ہے شہزاد کا سا درد تجھے
تو مانگ شہر نبی میں اجل دلِ ناداں

نعت

چوکھٹ نبی کی چھوڑ کر جاتا کہاں کہاں
ان کا فقیر ٹھوکریں کھاتا کہاں کہاں

جیسے بیاں حضور کی خدمت میں کر دیا
ایسے میں دل کا خال سناتا کہاں کہاں

سلطان مُلکِ فقر کی بیعت کیے بغیر
حرص و ہوا کے ناز اٹھاتا کہاں کہاں

ہوتی اگر نہ آپ کی چوکھٹ اسے نصیب
آنسو گناہگار بہاتا کہاں کہاں

اچھا ہوا دیارِ سخاوت میں پڑ رہا
پھر کر صدا فقیر لگاتا کہاں کہاں

ہوتا احد کی جنگ میں شہزاد گر شریک
خود کو نہ اُن کی ڈھال بناتا کہاں کہاں

نعت

کہتا ہے جس کو آپ خدائے جہاں عظیم
ایسی ہے ذاتِ سرورِ کون و مکاں عظیم

ہوتی اگر نہ عظمت خیرالبشر کی بات
کوئی ذرا بتایئے ہوتا یہاں عظیم ؟

ذاتِ نبی ہے صورت و سیرت میں بے مثال
ان کی زباں کمال ہے ان کا بیاں عظیم

اپنی مثال آپ ہے طیبہ کا سبزہ زار
اپنی جگہ ہے جلوۂ باغِ جناں عظیم

شہزاد سوز قلب کا مظہر ہے چشم نم
یونہی نہیں ہے نعمت اشک رواں عظیم

نعت

کتنا کرم ہے مجھ پہ یہ ربّ وُدود کا
چشمہ رواں ہے وادیٔ جاں میں درُود کا

خیرالوریٰ نے اپنے نقوش قدم کے ساتھ
نقشہ بنا دیا ہے ہماری حدُود کا

میرے نبی کے چہرۂ روشن کو دیکھ کر
قائل ہوا جہان خدا کے وجود کا

جب تک نہیں تھا آپ کی مدحت کا اہتمام
طاری تھا قلب و روح پہ عالم جمود کا

بیٹھا ہوا ہوں رحمت عالم کی اوٹ میں
پیشِ نظر ہے واقعہ عاد و ثمود کا

سیرت کی پیروی ہے سب امراض کا علاج
بغض و حسد کا ہو وہ مرض یا نمود کا

اُمّت کے نام صاحب امّت کا ہے پیام
ہرگز نہ اعتبار تم کرنا یہود کا

ان سے ہوا فروغ اطاعت جہان میں
سیکھا ہے ان سے سب نے سلیقہ سجود کا

شہزاؔد نقش پائے نبی پر چلے چلو !
باہو جو انکشاف وجود و شہود کا

نعت

کھلا ہے باب آگہی انہیں کے التفات سے
چھلک رہی ہیں حکمتیں انہیں کی بات بات سے

عصائے عشق جب دیا انہوں نے دست عقل میں
صدائے "الاحد" اٹھی ضمیر کائنات سے

یہ نقش پائے مصطفیٰ کی پیروی کا فیض ہے
رہِ بقا ملی ہمیں جہانِ بے ثبات سے

فضائے دہر گرد کذب سے کثیف جب ہوئی
فروغ صدق کو ملا انہیں کی پاک ذات سے

سکون بخش کیوں نہ ہوں فضائیں اس دیار کی
سلام جس جگہ پہنچ رہے ہوں شش جہات سے

جو دل جمالِ مصطفیٰ کے عشق سے تہی رہا
وہ بہرہ ورنہ ہو سکے گا لذّت حیات سے

وہی حبیب حق بھی ہے وہی قریب حق بھی ہے
جسے ہو کوئی وصف عطا حضور کی صفات سے

ثنا کی مشعلیں جلا کے اپنے قلب و روح میں
کشید کر رہا ہوں نور میں شب حیات سے

نعت

آپ ہیں تاجدار مُلکِ دُرود، آپ کے واسطے سے صلوٰۃ وثنا
آپ ہی کے لئے وجود وشہود آپ کے واسطے صلوٰۃ وثنا

عرش والے بھی بھیجتے ہیں مدام آپ کی ذات پر دُرود وسلام
آپ ممدوح عابد و معبود   آپ کے واسطے صلوٰۃ وثنا

رحمتوں کا ظہور آپ سے ہے، قلب وجاں کا سرور آپ سے ہے
رونق افزائے مسند محمود آپ کے واسطے صلوٰۃ وثنا

مظہر والضّحٰی رخ انور ، ہر سخن حکمتوں کا ہے مصدر
آپ سے ہے جمال حق کی نمود آپ کے واسطے صلوٰۃ وثنا

اہلِ احوال کا عروج و نزول، اہلِ اقوال کا وصول و قبول
آپ ہی کے طفیل ہے موجود، آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

دعوٰیٔ لا الٰہ کی آپ دلیل، آپ ہیں مقتدائے نوح و خلیل
آپ ہیں شارحِ حدود و قیود، آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

آپ کی ذات بندگی کا جواز، آپ کی پیروی کا نام نماز
آپ ہیں باعثِ قیام و قعود، آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

آپ نے الفتوں کو عام کیا آپ نے جابروں کو رام کیا
آپ سے ظلم کی حدیں مسدود، آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

کر چکا ہے یہ تجربہ شہزاد، دافعِ رنج و غم ہے آپ کی یاد
آپ کے ذکر سے ہے غم مفقود، آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

نعت

شہرِ نبی کا ہر اِک گوشہ حُسن سراپا خلد بداماں
ارضِ حرم کا قریہ قریہ حسن سراپا خلد بداماں

جالب و جاذب اک اک منظر نور میں ڈوبے کنکر پتھر
از بطحا تا کوئے مدینہ حسن سراپا خلد بداماں

چہرۂ صحرا روشن روشن موجہ خوشبو گلشن گلشن
روضہ انور وادیٔ طیبہ حسن سراپا خلد بداماں

ان کے قدم کی برکت سے ہے ان کی نگاہِ رحمت سے ہے
ملکِ عرب کا ہر اِک رستہ حسن سراپا خلد بداماں

فیضِ نبوّت جودِ رسالت، مخزنِ عرفاں کانِ مروّت
لطف و کرم کا بہتا دریا حسن سراپا خلد بداماں

ہر ساعت ہے لطفِ سخی سے ہر دم فیضِ نعتِ نبی سے
کشتِ تخیّل ارضِ تمنّا حسن سراپا خلد بداماں

ممکن ہے یہ ان کے کرم سے نور رہو جاری نوکِ قلم سے
ہو جائے شہزاؔد کی دُنیا حسن سراپا خلد بداماں

نعت

نبی کا ذکر دلوں کو نکھار دیتا ہے
یہ ورد بگڑے ہوؤں کو سنوار دیتا ہے

خیالِ سرورِ کونین اتر کے روحوں میں
تغیّرات کو درسِ قرار دیتا ہے

درُود بیٹھ کر پڑھتا ہوں جب میں خلوت میں
کوئی مجھے مرے اندر اتار دیتا ہے

میں جانتا ہوں یہ سرکار کا تصرف ہے
جو مشکلات سے مجھ کو گزار دیتا ہے

مرے حضور کا شہزادؔ ہے یہ لطف و کرم
جو دشتِ جاں کو پیام بہار دیتا ہے

خدائے پاک غلامانِ سرور دیں کو
زمیں سے تا بہ فلک اقتدار دیتا ہے

جو دل سے کرتے ہیں فرمان مصطفیٰ ﷺ تسلیم
خدا انہی کو جہاں میں وقار دیتا ہے

ہے جس کے سر پہ شفاعت کا تاج روزِ جزا
صدا اُس کو ہر عصیاں شعار دیتا ہے

نعت

ہجوم دیکھ کے افلاک پر ستاروں کا
خیال آتا ہے طیبہ کی رہگزاروں کا

رہے گا یونہی تصرف ازل سے تا بہ ابد
نظام شمس و قمر میں ترے اشاروں کا

شکوہ قیصر و کسریٰ نے ہاتھ باندھ لئے
کمال دیکھ کے طیبہ کے ریگزاروں کا

منیٰ و کعبہ و میقات بھی حسیں ہیں مگر
بدل نہیں ہے ترے شہر کے نظاروں کا

شرف عطا ہو زیارت کا پھر حضور مجھے
خرام میرے چمن میں بھی ہو بہاروں کا

یہی دیار پیمبر کی پاک گلیاں ہیں
گداگری جہاں شیوہ ہے تاجداروں کا

ازل سے ایک ہیں صدّیق ، عمر ، علی ، عثمان
کچھ اختلاف قسم سے نہیں ہے چاروں کا

گروہ خلق میں شہزادِ مرسلین کے بعد
کوئی مثیل نہیں ہے نبی کے یاروں کا

نعت

سیّد انس و جاں کا دروازہ
ہے ریاض جناں کا دروازہ

قاسم گنجہائے قدرت ہے
رحمت دو جہاں کا دروازہ

پاس جب تک نہ تھی کلید ثنا
تھا مقفّل گماں کا دروازہ

ذات واحد کی سمت کھلتا ہے
مصطفےٰ کے مکاں کا دروازہ

ہر گھڑی مرجعِ خلائق ہے
پادشاہ شہاں کا دروازہ

بیکسوں کے لئے ہے جائے اماں
محسن امتاں کا دروازہ

رہ دکھاتا ہے پیشواؤں کو
رہبر مرسلاں کا دروازہ

کھل رہا ہے در حضور کی سمت
سرور قدسیاں کا دروازہ

ہے بہت ہی قریب طیبہ سے
ساتویں آسماں کا دروازہ

جو نہی حرف ثنا نے دستک دی
کھل گیا شہر جاں کا دروازہ

بابِ رحمت ہے باخدا شہزادؔ
اُس شہ ہر زماں کا دروازہ

نعت

رات، دن، مدحتِ مصطفٰےؐ اور میں
روشنی کا ہے اک سلسلہ اور میں

عبد و معبود کا فرق اپنی جگہ
اُن کے واصف ہیں دونوں خدا اور میں

اُن کی باتوں میں رہتے ہیں باہم مگن
صبحِ صادق کی ٹھنڈی ہوا اور میں

کاش اک ساتھ پہنچیں درِ پاک پر
میرے آنسو، حروفِ دُعا اور میں

پانی پانی ہوا ہوں میں یہ سوچ کر
تاجدار جہاں کا گدا اور میں

شہر طیبہ میں پہنچیں گے اُمید ہے
ہاتھ میں ہاتھ ڈالے صبا اور میں

کعب و حسّاں ﷺ پڑھیں نعت جب خُلد میں
ساتھ ہوں اُن کے احمد رضا اور میں

ایک جانب ہو شہزاد خُلد نظر
ایک جانب صلوٰۃ و ثنا اور میں

نعت

حق ثنا کا اگر کچھ ادا ہو گیا
تم خدا کے تمہارا خدا ہو گیا

جو گدائے درِ مصطفٰے ہو گیا
وہ غمِ دو جہاں سے رہا ہو گیا

یاد آئے نبی کی جسے دیکھ کر
وہ سمجھ لو سراپا ثنا ہو گیا

نعت دراصل اُس روز ہو گی کوئی
قلب جس روز جامی نما ہو گیا

جس کے ہاتھوں میں دامن ہے سرکار کا
اہل عالم کا وہ مقتدا ہو گیا

نعت گوئی کی صورت میں دیکھو ذرا
مجھ کو کیسا خزینہ عطا ہو گیا

جب سے ذرّے مدینہ کے ہیں آنکھ میں
چاند تاروں سے میں ماورا ہو گیا

رہنمائی کر اے خضر کے راہبر
کارواں سے مسافر جدا ہو گیا

اُس کی عظمت پہ شہزادؔ قربان میں
جان و دل سے جو ان پر فدا ہو گیا

نعت

میں رہا منہمک عمر بھر نعت میں
تب دکھائی دیا کچھ اثر نعت میں

کیف مدحت جو پایا تو خواہش ہوئی
کاش ہو عمر ساری بسر نعت میں

روضہ مصطفٰے سے جو ہے متصل
ایک ایسی بھی ہے رہگزر نعت میں

جانے کیا کیا مناظر دکھائی دیئے
محو جس دم ہوئی چشم تر نعت میں

نعت کرتی ہے دل کو سکوں آشنا
ہے درخشندہ نورِ نظر نعت میں

پھوٹتی ہے کرن ایک اک حرف سے
ضوفشاں یوں ہیں شمس و قمر نعت میں

گلشن جاں میں پھوٹے شگوفے کئی
یوں چھڑا ذکر خیرالبشر نعت میں

جب اترتے ہیں شہزادِ مضموں نئے
محو رہتا ہوں شام و سحر نعت میں

نعت

در پہ سائل نے دی ہے صدا یا نبی
ہو اسے حرفِ مدحت عطا یا نبی

دست بستہ کھڑا ہے گدا یا نبی
چاہتا ہے شعورِ ثنا یا نبی

جب زباں ترجمانی سے قاصر رہی
میں نے پلکوں پہ رکھ لی دُعا یا نبی

چاہتے ہیں دو عالم خدا کو مگر
آپ کو چاہتا ہے خدا یا نبی

غیر ممکن ہے اُس پر ہو راضی خدا
آپ ہوں جس بشر سے خفا یا نبی

آپ کی ہے ہر اِک بات وحی خدا
آپ فرمائیں جو ہے بجا یا نبی

بھیک وہ چاہتا ہے یہ دریوزہ گر
جو ہو شایانِ شان سخا یا نبی

جس میں ہو ذکر صلّ علیٰ کی چمک
حرف وہ ہے فرشتہ نما یا نبی

قلب شہزؔاد کا زخم در زخم ہے
چاہیے اُس کو خاک شفا یا نبی

نعت

جادۂ مدحت سرکار پہ چلنا چاہے
ایک جذبہ ہے جو الفاظ میں ڈھلنا چاہے

روحِ حسان ﷺ میں تجھ سے ہوں مدد کا طالب
میرا انداز ثناء روپ بدلنا چاہے

ہادیٔ دہر کے دامن سے رہے وابستہ
عین طوفان میں جو شخص سنبھلنا چاہے

قاسم خیر سے ہر آن تعلق رکھے
نرغۂ شر سے اگر کوئی نکلنا چاہے

یاد آتی ہیں اسے جب وہ معطّر گلیاں
راہ طیبہ میں مرا قلب مچلنا چاہے

بھیج دیتے ہیں کمک شاہِ مدینہ فوراً
جب مجھے یورش آلام کچلنا چاہے

باغباں سے کوئی نسبت نہیں شہزؔاد اُسے
توڑ کر شاخ سے جو پھول مسلنا چاہے

نعت

اپنے جذبات کو لفظوں میں بدلنا سیکھو
جادۂ نعت پہ حسّان رضی اللہ عنہ سے چلنا سیکھو

ہو اگر اذن طلب ذوقِ بلالی مانگو
آتش عشق میں اس طرز سے جلنا سیکھو

روضہ شہ پہ کروریش سے جاروب کشی
پیکر عجز میں سلمان رضی اللہ عنہ سے ڈھلنا سیکھو

طرز رفتار میں گر کوئی تغیر آ جائے
رومیؔ و جامیؔ و سعدیؔ سے سنبھلنا سیکھو

ظلمت شب کو اجالوں میں بدلنے کے لیے
شمع بزم ہدایت سے پگھلنا سیکھو

سُنّت سرورِ دوراں سے تمسّک کر کے
فتنۂ دہر کے نرغے سے نکلنا سیکھو

جاؤ شہزادِ مدینہ میں سوالی بن کر
شہر الفت کی ہواؤں سے مچلنا سیکھو

نعت

کام دیتے ہیں غریبوں کو حوالے تیرے
کون سا منہ ہے نہیں جس میں نوالے تیرے

رُوح اور جسم کے مابین تھے اُس دم آدم
بزم لولاک میں جس دم تھے اجالے تیرے

تو جہاں چاہے اشارے سے بلائے ان کو
چاند ، سورج کو کیا حق نے حوالے تیرے

ساتھ رہتی ہے تری یاد ہمیشہ میرے
کام آتے ہیں مصیبت میں سنبھالے تیرے

زندگی اُن کے خمیروں میں رچی ہوتی ہے
موت بھی آئے تو مرتے نہیں پالے تیرے

مجھ گنہگار کی اُمید ہے بخشش ہو گی
میں نے جب حشر کے دن واسطے ڈالے تیرے

ان کی آنکھوں میں چھلکتی ہے ترے رخ کی ضیا
حسن کو ناز ہے جن پر وہ ہیں کالے تیرے

پیروی کرتا ہے جو تیرے نقوش پا کی
یاد آتے ہیں اُسے پاؤں کے چھالے تیرے

کعبؔ و حسّانؔ کی قسمت پہ ہو شہزادؔ نثار
جن کے شانوں پہ سجے پاک دوشالے تیرے

نعت

ظلمت جاں کو اجالوں کا امیں کر ڈالا
قلب کو اُن کی تجلّی نے حسیں کر ڈالا

چشم سرکار جو صحراؤں کی جانب اُٹھی
ذرّہ ریگ کو تابندہ نگیں کر ڈالا

مجھ تہی دست کو مدحت کا قرینہ دے کر
دشت افکار کو پھولوں کی زمیں کر ڈالا

نوچنے والوں کو ایثار کی عادت ڈالی
خوگر جبر کو فرخندہ جبیں کر ڈالا

آپ کا سیرت و کردار تھا آقا جس نے
خوگرِ وہم کو سر تا پا یقیں کر ڈالا

ہادیٔ خلق نے کی راہنمائی ایسے
ماندۂ راہ کو منزل کے قریں کر ڈالا

آپ نے پائے مبارک جو زمیں پر رکھا
فرش کو ہمقدمِ عرش بریں کر ڈالا

شافعِ حشر کی شہزادؔ عنایت دیکھو
مجھ گنہگار کو جنت کا مکیں کر ڈالا

نعت

تجلیات کو دل میں سمو کے آتا ہے
جو شخص شہرِ مدینہ سے ہو کے آتا ہے

عجب سرور سا ہوتا ہے اُس کے چہرے پر
جو بارگاہِ رسالت میں رو کے آتا ہے

اُسی پہ راز محبت کے فاش ہوتے ہیں
جو آبِ اشک سے آنکھوں کو دھو کے آتا ہے

سکونِ قلب کی نعمت اُسی کو ملتی ہے
جو اس دیار میں پلکیں بھگو کے آتا ہے

ثنا کے واسطے جب میں قلم اٹھاتا ہوں
مراخیال مدینے سے ہو کے آتا ہے

وہ جس کے زیرِ تصرف ہیں عالمین تمام
اُسے قرار چٹائی پہ سو کے آتا ہے

بیاں وہ شعر میں شہزاؔد ہو نہیں سکتا
جو کیف یاد مدینہ میں کھو کے آتا ہے

نعت

کون و مکاں پہ آپ کا جود و کرم محیط
جیسے وجود حرف پہ نوک قلم محیط

اس کی تجلّیات سے عالم ہے مستنیر
شمس و قمر پہ آپ کا نقش قدم محیط

اس میں بسی ہے سرور کون و مکاں کی یاد
کیسے ہوں میرے قلب پہ رنج و الم محیط

قطرہ ہے اک حضور کے بحر علوم کا
ہیں جس کمالِ علم پر لوح و قلم محیط

درپیش ہے حضور کی مدحت کا مرحلہ
کیونکر ہو پھر بیان پہ طرزِ رقم محیط

فرشِ زمیں پہ آپ ہیں عرشِ بریں پہ آپ
دونوں جہاں پہ آپ کا نوری علم محیط

شہزآد پیروئ رسالت سے یہ کھلا
ہوتے نہیں ہیں فقر پہ جاہ و حشم محیط

نعت

خامہ ، حرف ، ورق سب روشن
نورِ ثنا سے ہر شب روشن

ذکرِ خدا و یادِ نبی سے
مسجد روشن ، مکتب روشن

ہم پر اُن کے فیضِ سخن سے
ہے ہر بات کا مطلب روشن

کھلتے ہیں لب اُن کی ثنا میں
ہو جاتا ہے دل جب روشن

اُن کو ضودی مہر حرا نے
ورنہ تھے یہ دن کب روشن

اکثر نورِ اسم نبی سے
رہتے ہیں میرے لب روشن

ہر سُو ہیں اسلام کی کرنیں
کتنا ہے یہ مذہب روشن

بجھتی نہیں شہزادؔ وہ مشعل
جس کو کرتا ہے رب روشن

دُعا، مناجات، نعت

لائق حمد اے محمد ﷺ کے خدا
مجھ کو مدحت کا سلیقہ کر عطا

یا الٰہی جب ثنا میں لب کھلیں
لہجہ حسّاں رضی اللہ عنہ ہو میرا رہنما

ہو عطا مجھ کو حضوری کا شرف
خدمتِ شہ میں ہو حاضر یہ گدا

میں وہاں بن جاؤں سر تا پا طلب
جوش میں ہو اُن کا دریائے سخا

نور سے بھر جائے کشکول نظر
اس طرح سرکار ہوں جلوہ نما

الغیاث ! اے خالق لوح و قلم
مانگتا ہوں تجھ سے توفیق ثناء

ساتھ میرے تائید جبریل ہو
مرحلہ درپیش ہو جب نعت کا

ظلمت قلب و نظر کے واسطے
نُور کا ساماں ہے ذکر مصطفےٰ

مسکرائے گلستان نعت میں
گُل کھلائے جو مری فکر رسا

نعت زیبا ہے خدا کو آپ کی
کہہ کے سب کچھ سب نے آخر یہ کہا

اِک طرف ہیں ان کے اوصافِ جمیل
اِک طرف شہزاد مجھ سا بے نوا

نعت

ہجر سرکارِ مدینہ نے رُلایا کیا کیا
شعلہ آہ نے سینے کو جلایا کیا کیا

فکر دنیا ، غم عقبیٰ ، طلب جاہ و حشم
عشقِ محبوبِ دو عالم نے بھلایا کیا کیا

وادئ شوق و مروّت اے حریمِ طیبہ !
کیا بتاؤں تیری یادوں نے ستایا کیا کیا

شوق دیدار میں پلکوں پہ چراغاں کر کے
چشم بے تاب نے راہوں کو سجایا کیا کیا

سیل آلام نے جب مجھ کو ڈبونا چاہا
حوصلہ اُن کی محبت نے بڑھایا کیا کیا

علم و عرفان و عمل حکمت و ایمان و نجات
دیکھو آقا نے غلاموں کو دلایا کیا کیا

صدق ، اخلاص ، یقیں ، عزم ، مساوات ، وفا
ہادیٔ خلق نے انساں کو سکھایا کیا کیا

دے کے سرکار نے سائل کو ہنر کی ترغیب
عزت نفس کو لٹنے سے بچایا کیا کیا

گلشن جاں کو درُودوں سے مزیّن کر کے
لطف اس حال میں شہزاؔد اٹھایا کیا کیا

نعت

کشور جاں کے تاجدار حضور
ملک ایماں کے شہر یار حضور

ہر گھڑی گلشن مدینہ میں
آپ سے موسم بہار حضور

آپ ہی سے حجاز اقدس ہے
مرجع موسم بہار حضور

ابر رحمت کا ڈال دیں چھینٹا
رات دن دل ہے بے قرار حضور

آپ کے در پہ نذر کرنے کو
جان لایا ہے جاں نثار حضور

ایسے اترا درُود دل میں مرے
ہو گیا میں ثناء شعار حضور

کام ہے آپ کی ثنا سے مجھے
ہے یہی میرا کاروبار حضور

گلستاں ہے اگر مدینہ تو
آپ ہیں موسم بہار حضور

آپ خورشید ، یہ ستارے ہیں
کیا کہوں شانِ چار یار حضور

سوچتا ہوں کہ ہو نہ سوءِ ادب
جب میں کہتا ہوں بار بار حضور !

پیرہن لطف کا عنایت ہو
دامن جاں ہے تار تار حضور

خود کو پاتا ہوں یوں اس امت میں
جیسے گلشن میں کوئی خار حضور

جن غلاموں سے آپ راضی ہیں
اُن میں شہزاؔد ہو شمار حضور

نعت

نعت کرتا ہوں جب میں رقم با وضو
پھیل جاتی ہیں کرنیں مرے چار سُو

ایسے چمکے حروفِ ثناء لوح پر
جیسے موتی ہوں فردوس کے ہو بہو

اک تسلسل ہے یہ رفعتِ ذکر کا
ہو رہی ہے جو اُن کی ثناء کُو بہ کُو

کاش ہوتا حریمِ مدینہ میں ، میں
گنبدِ سبز رہتا مرے روبرو

آپ کہہ کر مخاطب کریں آپ کو
اُن سے نسبت کے لائق نہیں لفظ تو

ہے حیات آفریں جس کی ساری فضا
اُس جہان محبت کی ہے آرزو

کام لوں گا کہکشاں سے حرفوں کا میں
رنگ لائے گی اک دن مری جستجو

یہ تمنا ہے اک نعت ایسی بھی ہو
جو پڑھی جائے سرکار کے روبرُو

گویا ذکر الٰہی میں مشغول ہے
جس کے لب پر ہے سرکار کی گفتگو

وادیٔ جاں میں شہزاد کوشش کرو
ہو رواں اُن کے اوصاف کی آبجُو

نعت

اصل عرفان ہے آرزو آپ کی
حسن ایمان ہے جستجو آپ کی

ذاکرین الٰہی میں شامل ہے وہ
جس کے ہونٹوں پہ ہو گفتگو آپ کی

ہے شناور وہی بحر اسرار کا
بات کرتا ہے جو با وضو آپ کی

جس نے دیکھا جمال حسین و حسن ؓ
اُس نے دیکھی جھلک ہو بہو آپ کی

آپ کا ذکر ہے غاسلِ روح و جاں
بات ممکن نہیں بے وضو آپ کی

خوش خصائل ہیں سب فیضیاب آپ سے
مرجعِ حسنِ اخلاق خو آپ کی

آپ مہرِ نبوتؐ ہیں ماہِ حرم
روشنی جلوہ گر کُو بہ کُو آپ کی

ہر زمانے کو سیراب کرتی رہی
از ازل تا ابد آبجُو آپ کی

کیوں نہ شہزادؔ کو انس ہو قبر سے
ہو گی صورت وہاں روبرُو آپ کی

نعت

اللہ نے کیا آپ کو قرآن کا حامل
آیا نہ کوئی دہر میں اس شان کا حامل

ہونا تھا اسے آپ کے فیضان کا حامل
یونہی تو نہیں جسم دل و جان کا حامل

چاہے جو دل و جان سے محبوب خدا کو
دراصل وہی شخص ہے ایمان کا حامل

ہے قریہ جاں آپ کی یادوں سے منور
ہر وقت ہے دل آپ کے احسان کا حامل

امداد کا طالب ہے قلم آپ کے در سے
آقا یہ مسافر نہیں سامان کا حامل

ہو سکتی ہیں سب مشکلیں حل عصر رواں کی
ہو جائے اگر آپ کے فرمان کا حامل

شہزآد بھی وابستہ دامانِ نبی ہے
شہزآد بھی ہے رحمتِ رحمٰن کا حامل

نعت

تیرگی سے پُر فضا کو روشنی درکار ہے
ہر زباں کو لذّت ذکر نبی درکار ہے

خود بخود چھٹ جائے گا اوہامِ باطل کا ہجوم
اک مقام مصطفٰے سے آگہی درکار ہے

آ چکا ہے ساری اُمت کی صفوں میں انتشار
اس بھٹکتے قافلے کو رہبری درکار ہے

پیرویٔ مصطفٰے ہے کامیابی کی دلیل
کامیابی کے لئے ہم کو یہی درکار ہے

طے کرا دیتی ہے پل میں شاہِ دیں کی اک نظر
جس مسافت کے لئے پوری صدی درکار ہے

بارگاہِ سرور کونین سے نسبت کے ساتھ
اتباع سرورِ کونین بھی درکار ہے

آنسوؤں میں بھیگ جائے چہرۂ حرف ثناء
میری آنکھوں کو مسلسل اک نمی درکار ہے

مدحت سرکار میں اک شعر کہنے کے لئے
طبعِ شاعر کو گلوں کی تازگی درکار ہے

نعت کے میدان میں شہزادِ فن کے ساتھ ساتھ
مدح گستر کو بہت سی عاجزی درکار ہے

نعت

شہر طیبہ کے لالہ زار کی بات
راحت افزا ہے اس دیار کی بات

چھوڑ کر ذکر باغ طیبہ کا
کون سنتا پھرے ، بہار کی بات

وقت زحمت سکون دیتی ہے
ملک رحمت کے تاجدار کی بات

آج تک گونجتی ہے خطبوں میں
سادہ سے اونٹنی سوار کی بات

ہم غلامانِ مصطفیٰ کے لیے
گل سے بہتر ہے اُن کے خار کی بات

راحت جاں ہے ذکر آل نبی
فرحت دل ہے چار یار کی بات

کس توجہ سے سن رہے ہیں حضور
آج بھی ہر گناہگار کی بات

عرض شہزاؔد کر نبی کے حضور
با ادب اپنے حالِ زار کی بات

نعت

ہر سمت ہو گئے وا ایمان کے دریچے
کھولے جو مصطفیٰؐ نے قرآن کے دریچے

روشن کبھی نہ ہوتیں علم و عمل کی راہیں
کھلتے اگر نہ اُن کے فیضان کے دریچے

شاید کہیں چلی ہے بادِ ریاضِ طیبہ
عنبر فشاں ہیں قصرِ عرفان کے دریچے

رکھا قدم خلا میں جس جس جگہ نبی نے
کھلتے گئے، وہیں پر امکان کے دریچے

کاشانہ نبوّت کی سمت رخ ہے ان کا
جتنے ہیں بارگاہِ رحمٰن کے دریچے

صبح و مساروان ہے جن میں نسیم جنت
کوئے رسول میں ہیں اس شان کے دریچے

دُنیا میں منفرد ہے شہزاد شہر طیبہ
ہر سو کھلے ہیں جس میں احسان کے دریچے

نعت

فیض خیرالوریٰ ہے ازل تا ابد
اُن کا جودوسخا ہے ازل تا ابد

نورِشمس الضحیٰ ہے ازل تا ابد
حسن بدر الدّجیٰ ہے ازل تا ابد

ہے ترانہ یہی ملکِ کونین کا
ذکر صلِّ علیٰ ہے ازل تا ابد

یاد احمد بھی ہے اس طرح دائمی
جیسے ذکر خدا ہے ازل تا ابد

رک سکی ہے نہ ہرگز رُکے گی کبھی
مدحت مصطفیٰ ہے ازل تا ابد

انبیاء اولیاء اصفیاء کے لیے
ایک ہی مقتدا ہے ازل تا ابد

ہر زمانے کو بھیک اُن کے در سے ملی
باب رحمت کھلا ہے ازل تا ابد

ایک شہزاؔد ہے حمد ربّ مستقل
ایک اُن کی ثناءؐ ہے ازل تا ابد

نعت

میرے آقا سراپا کمالات ہیں
فرش تا عرش اُن کے فیوضات ہیں

معجزے جو ہوئے انبیاء کے لئے
اُن کے خدّام کی وہ کرامات ہیں

مصدر ہر سیادت بھی ہیں آپ ہی
آپ ہی سیّد بزم سادات ہیں

قاسم ارض جنت ہیں میرے نبی
سلطنت ان کی ارض و سمٰوات ہیں

ذات باری ہے قید مکاں سے بری
لامکاں تک انہیں کے مکانات ہیں

خلد کے ہیں مناظر قبا تا احد
کیا حسیں یہ زمیں پر مقامات ہیں

کام دیتے ہیں ہر دور میں خضر کا
اُن کے قدموں کے جتنے نشانات ہیں

اُن کی مدحت پہ شہزاد ہیں مشتمل
مصحفِ خق میں جتنے مقالات ہیں

نعت

حسن اعمال کے بدلے میں جزا ملتی ہے
خوش ہوں سرکار تو مولا کی رضا ملتی ہے

بخشش و رحمت و انعام و کمالات کے ساتھ
اُن کے دربار سے سائل کو صدا ملتی ہے

دارالاخلاص ہے وہ شہر مدینہ جس میں
خوگر جبر کو تعلیم وفا ملتی ہے

کس طرح ہم سے ادا ہو حق مدحت اُن کا
جن کے در سے ہمیں توفیق ثناء ملتی ہے

جب حد شہر مدینہ میں کوئی داخل ہو
سب سے پہلے اُسے جنت کی ہوا ملتی ہے

سیرت سرور دوراں سے یہ معلوم ہوا
جادۂ حق میں فنا ہو کے بقا ملتی ہے

منزل نعت پہ شہزاد پہنچتا ہے وہی
جس کو منجانب حق فکرِ رسا ملتی ہے

نعت

منصب مدحِ نبی مجھ کو بہم ہو جائے
آشنا لوحِ عقیدت سے قلم ہو جائے

اسمِ سرکار اگر دل پہ رقم ہو جائے
عارفِ ذاتِ الٰہی یہ صنم ہو جائے

قابلِ رحم ہے بوسنیا و کشمیر کا حال
اک نظر شاہِ عرب ! سوئے عجم ہو جائے

بابِ رحمت سے عطا ہو مجھے خیرات حضور !
میری حالت بھی شنا سائے کرم ہو جائے

باغ اُمت میں کھلیں پھول طرب کے آقا !
ختم اسلام کا اب دور الم ہو جائے

یہ تمنا ہے مدینہ کے گلی کوچوں میں
سر زمیں بوس ہو ایسا کہ قدم ہو جائے

روحِ شہزاؔد رہے محو ثناء میں ہر دم
بت کدہ میرے خیالوں کا حرم ہو جائے

نعت

دل و نظر سے غبار اترا تو میں نے دیکھا
فلک سے اک ذی وقار اترا تو میں نے دیکھا

خیالِ طیبہ میں، میں جو ڈوبا تو پہنچا چودہ سو سال پیچھے
قبا میں اک طرحدار اترا تو میں نے دیکھا

حریمِ وحدت میں جل رہا ہے چراغ نورِ محمدی کا
مئے انا کا خمار اترا تو میں نے دیکھا

فضائے یثرب سے نقش طیبہ ابھر رہا ہے
زمیں پہ قصویٰ سوار اترا تو میں نے دیکھا

ثبات شہزاد ہے تو ہے شہر مصطفٰےؐ میں
میں بحرِ خواہش کے پار اترا تو میں نے دیکھا

نعت

یاد طیبہ کی ہوا سے بابِ چشمِ تر کھلا
وقت مدحت صحنِ جاں میں رحمتوں کا در کھلا

پھیل جائے گی مہک ذکر نبی کی چار سُو
روزِ محشر جب مرے اعمال کا دفتر کھلا

جب کیا میں نے ارادہ مدحت سرکار کا
سائبانی کے لئے جبریل کا شہپر کھلا

ہم کہ آب زر سمجھتے تھے سراب ریگ کو
جب حضور آئے تو ہم پر فرق خیر و شر کھلا

جانے کب آ جائے طیبہ کا مہاجر لوٹ کر
رات دن یونہی نہیں رہتا خدا کا گھر کھلا

نقش طیبہ ہو گیا قرطاس جاں پر مرتسم
یوں مرے وجدان پر فردوس کا منظر کھلا

عقل جب شہزادِ عشق مصطفےٰ میں ڈھل گئی
آدمی پر عقدۂ اسرار بحر و بر کھلا

نعت

رسم و رواج دہر کی حد سے نکل کے آ
یہ روضہ حضور ہے زائر سنبھل کے آ

آہستہ سانس لے کہ دیار ادب ہے یہ
خوش ہوں حضور ایسے توازن سے چل کے آ

ہونا ہے پیش تجھ کو پیمبر کے روبُرو
اے سوز احتیاط سے اشکوں میں ڈھل کے آ

اے دل اگر ہے قربت خیرالوریٰ کا شوق
حرص و ہوا و کبر کی عادت بدل کے آ

چاہے اگر ہو شعر میں شہزآد کچھ اثر
عشق نبی کی آگ میں تو بھی پگھل کے آ

نعت

کیجئے میرے حق میں دُعا یا نبی
نعت پر ہو مرا خاتمہ یا نبی

رک نہ جائے درآمد مضامین کی
ہو نہ جائے قلم بے وفا یا نبی

ہاتھ میں لے کے کشکول کم مائیگی
خیر کا منتظر ہے گدا یا نبی

ایسا لگتا ہے کوہِ صفا آج تک
دے رہا ہے کسی کو صدا یا نبی

آپ کے لطف سے گلشن قلب میں
چل رہی ہے سکوں کی ہوا یا نبی

دیکھا جائے نگاہ حقیقت سے گر
منتشر ہے حرم کی فضا یا نبی

ایک شہر مدینہ کے سلطان کیا
آپ تو ہیں شہ دوسرا یا نبی

جس کا ایک ایک مضمون ہو منفرد
چاہتا ہوں وہ طرزِ ثناء یا نبی

آپ کے در سے اشعار توصیف کی
بھیک لیتی ہے فکر رسا یا نبی

داد دے روحِ حسّان جس پر مجھے
شعر ایسا ہو کوئی عطا یا نبی

کیا لکھے نعت شہزاد سا بے ہنر
میں کہاں مرتبہ یہ کجا یا نبی

نعت

سرکار یہ گدا کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ
مجھے آپ کی ثناء کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ

میں غلام آپ کا ہوں مجھے ہے یہ فخر کافی
خود بینی و ریا کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ

مجھے آپ ہی کے در سے ہے اُمید بہتری کی
کسی اور سے جزا کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ

نہ میں کعبؔ ہوں نہ جامیؔ، نہ بوصیریؔ و شہیدیؔ
مجھے صدق یا صفا کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ

میں تلاش میں ابھی ہوں کسی نغمہ رسا کی
مجھے خوبیٔ نوا کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ

میرے درد کا مداوا ہے بس آپ ہی کے در پہ
کہیں اور سے شفا کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ

مرے مقتدا و رہبر ہیں حضور آپ ، لیکن
مجھے حسن اقتدا کا نہ گمان ہے نہ دعویٰ

نعت

طائرِ فکر اڑے اور جناں تک پہنچے
عین ممکن ہے کبھی ان کے مکاں تک پہنچے

جس جگہ آپ گئے اور جہاں تک پہنچے
غیر ممکن ہے کوئی اور وہاں تک پہنچے

چھوڑ کر پیرویٔ نقشِ کفِ پائے حضور
قافلے اہلِ تیقن کے گماں تک پہنچے

ہو خیالوں کو مرے پیکرِ الفاظ نصیب
سیلِ جذبات حدِ اشکِ رواں تک پہنچے

کھینچ لو نسبت سرکار مدینہ کا حصار
اس سے پہلے کہ شرر گلشن جاں تک پہنچے

تو نظر آیا نہیں شہر مدینہ ہم کو
ہم تجسّس میں ترے باغ جناں تک پہنچے

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اے اصل حقائق تجھ کو
دارِ ارواح سے ہم دیکھ کہاں تک پہنچے

میں نے شہزادؔ کیا جونہی تصوّر اُن کا
حرف باطرزِ گدا باب بیاں تک پہنچے

دُعا، مناجات، نعت

بارگاہِ سرورِ دیں کے ثناء خوانوں کی خیر
شمع وصف شہ طیبہ کے پروانوں کی خیر

آپ کے نقش قدم پر ہیں فدا مژگان تر
آپ جن سے ہو کے گزرے ان بیابانوں کی خیر

دوپہر کو بیٹھتے تھے آپ جن کی چھاؤں میں
اُن ثمر آور درختوں اُن گلستانوں کی خیر

حضرت صدیق، عمر، عثمان، علی، زید و بلال رضی اللہ عنہم
میرے آقا آپ کے ان مرتبہ دانوں کی خیر

آپ کے زیرِ قیادت ہے نبوّت کا جلوس
حاملِ بارِ نبوت آپ کے شانوں کی خیر

جن کی صورت سے عیاں ہو آپ کی سیرت کا نور
آپ کے دامن گرفتہ ایسے دیوانوں کی خیر

عشق ہے شہزاد جن کو سرورِ کونین سے
اُن غلاموں ان فقیروں ، ان جہانبانوں کی خیر

نعت

اُن کا پیرو بہک نہیں سکتا
یہ مسافر تو تھک نہیں سکتا

باغ طیبہ سے رابطے کے بغیر
کوئی غنچہ چٹک نہیں سکتا

اُن کی سانسیں جو مشکبار نہ ہوں
پھول ہرگز مہک نہیں سکتا

سورج ان سے جو فیضیاب نہ ہو
یوں مسلسل چمک نہیں سکتا

ملتفت وہ نہ ہوں تو آنکھوں سے
ایک آنسو ٹپک نہیں سکتا

جب تک اذن رسول پاک نہ ہو
وقت پلکیں جھپک نہیں سکتا

روبرو میں کھڑا ہوں روضے کے
آنکھ اٹھاتا ہوں تک نہیں سکتا

جس کے رہبر حضور ہوں شہزاد
وہ مسافر بھٹک نہیں سکتا

" وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ "

خدا کی حمد و ثنا و تسبیح
کا جہاں تک بھی سلسلہ ہے
وہاں پہ اسم رسول اکرم
کا نور بھی جگمگا رہا ہے
فضائے کون و مکاں میں ہر سُو
حدود ارض و سما سے باہر
جہاں بھی ہے کوئی سُبحہ گرداں
وہاں دُرود و سلام بھی ہے
وہاں محمد ﷺ کا نام بھی ہے

" ذِکرُکَ ذِکرِیْ "

خدا نے بخشی ہے آپ رفعت

مقام واسم محمدی کو، رؤف کہہ کر رحیم کہہ کر

عظیم کہہ کر، کریم کہہ کر

کہیں الف لام میم کہہ کر

زمیں پہ اُن کو کیا محمد (ﷺ)

فلک پہ احمد انہیں بنایا

غرض کہ توحید کو رسالت کی راہ سے منکشف کیا ہے

اذان ہو یا نماز دیکھو، دُعا کا سوز و گداز دیکھو

سفر میں دیکھو، حضر میں دیکھو

جہاد دیکھو، محاذ دیکھو

ذرا کلام مجید دیکھو یہ شان ربّ حمید دیکھو

کہ اس نے ہر اک مقام پر ساتھ اپنے رکھا ہے

اپنے پیارے رسول پیارے (حبیب) کا

پاک نام نامی

نعت

کئی سورج نبی کے در سے پھوٹے
ستارے بھی انہیں کے گھر سے پھوٹے

مزہ دیتی ہے تب مدح سرائی
جو چشمہ نعت کا اندر سے پھوٹے

عطا کی روشنی ہے شہر جاں میں
ثناء کا نور ہر منظر سے پھوٹے

اُٹھاتا ہوں میں اک لطف حضوری
گہر جب میری چشم تر سے پھوٹے

ادھر ہلنا تھا اُن کی انگلیوں کا
ادھر ، چشمے کئی کوثر سے پھوٹے

جہاں میں بانٹتی پھرتی ہے سورج
کرن جو گنبدِ اَخضر سے پھوٹے

کھلے شہزؔاد جب اعمال نامہ
مہک مدحت کی ہر دفتر سے پھوٹے

نعت

رونق بزمِ جہاں شمعِ شبستانِ عرب
ثانیِ باغِ جناں حسنِ گلستانِ عرب

راحتِ قلب و نظر غنچۂ بستانِ عرب
چارۂ دردِ جگر خارِ بیابانِ عرب

تابعِ حکمِ شہہ دیں ہیں عجم کے دفتر
دستِ محبوبِ خدا میں ہے قلمدانِ عرب

ذرّہ ذرّہ میں چمکتے ہیں یہاں ماہ و نجوم
جادۂ عرشِ معلیٰ ہے خیابانِ عرب

جب کھلا باب عنایات نبوت اس میں
آسماں گیر ہوئی وسعت دامان عرب

سنت سرورِ دیں ، صاحب ایماں کا وقار
یعنی دستار کہ ہے زینتِ مردان عرب

مجھ کو شہزاد کمک روحِ رضا سے پہنچی
ورنہ ہوتی نہ رقم مدحت سلطان عرب

نعت

ہاتھ میں لے کے قلم اپنا مقدر لکھنا
اتنا آساں بھی نہیں نعت پیمبر لکھنا

دفترِ حشر کا سرکار کو افسر لکھنا
کشورِ ارض و سما کا انہیں سرور لکھنا

دیکھنا اُن کی عنایات کریمانہ کو
اور انہیں سب کے لیے لطف کا پیکر لکھنا

پیاس میں شربت کوثر کی سی لذّت دے گا
شاہِ کوثر کا قصیدہ لب کوثر لکھنا

قبر پر ناعت احمد ﷺ کی لگانا تختی
واصف شاہ عرب میرے کفن پر لکھنا

بات ہو ان کے مدینے کی تو جنت کہنا
ذکر ہو اس کی فضا کا تو معطّر لکھنا

دیکھ کر نقش کف پائے نبی کی جھلمل
ہم سے ممکن نہ ہوا مہ کو منوّر لکھنا

کثرت لطف الٰہی کا ہے شہزادؔ ثبوت
مدحت مصطفوی لکھنا اور اکثر لکھنا

نعت

نظم توصیف نبی کی ابتدا ہو جائے گی
زندگی جس روز نذرِ مصطفٰے ہو جائے گی

اوڑھ لوں گا جسم پر ذِکر پیمبر کی روا
موت ٹکرائے گی مجھ سے اور فنا ہو جائے گی

ہے مجھے کامل یقیں ان کی نگاہ لطف پر
میری قسمت میں مدینے کی فضا ہو جائے گی

ایک دن حاصل حضوری کا شرف ہو گا مجھے
ایک دن مقبول میری ہر دُعا ہو جائے گی

دہر کا ہر ایک رشتہ ان کی نسبت پر نثار
ہرِ تمنا اُن کی سنت پر فدا ہو جائے گی

بخشا جائے گا اسی کو پیشوائی کا مقام
جس کو حاصل شاہ دیں کی اقتدا ہو جائے گی

میرے تو شہزآد یہ وہم و گماں تک میں نہ تھا
نعمتِ نعت نبی مجھ کو عطا ہو جائے گی

نعت

اخلاص کا پیکر ہیں تو احسان سراپا
اے سرورِ دیں ! آپؐ ہیں قرآن سراپا

ہے آپ کا دل مخزن اسرارِ الٰہی
ہر ایک ادا آپ کی عرفان سراپا

کی آپؐ کے ہر فعل نے توحید کی تفسیر
ہیں آپ ہی دیں ، آپ ہی ایمان سراپا

اے ختم رسل ! ناسخ ادیان و صحائف
اے نورِ مبیں ، جلوۂ رحمٰن سراپا

شہزاؔد خیال آتا ہے جب شہر نبی کا
ہو جاتا ہے دل شوق سے ارمان سراپا

نعت

سرورِ دیں رحمت کونینؐ کی کیا بات ہے
فخرِ عالم ہادیٔ دارین کی کیا بات ہے

یاد آتے ہی نہیں جس کی فضا میں رنج و غم
شہر طیبہ قریہ سُکھ چین کی کیا بات ہے

کوئی ثانی ہی نہیں ہے ان کا خلق و خُلق میں
آمنہ بی بی کے نور عین کی کیا بات ہے

جن کا ایک اک نقش ہے رشد و ہدایت کا چراغ
اس مجسّم نور کے نعلین کی کیا بات ہے

جن کی ہے ہر اِک ادا نور نبی سے مستفیض
حضرت عثمان ذوالنورین ﷺ کی کیا بات ہے

ہیں شہِ کونین کے شہزادے یہ دونوں وزیر
یعنی صدّیق و عمر شیخین کی کیا بات ہے

نعت

حسن فطرت کا اوج کمال آپ ہیں
پیکرِ نور ، شیریں مقال آپ ہیں

حُسنِ کونین ہے مستفیض آپ سے
تاجدار . حریم جمال آپ ہیں

آپ سے گلشن جاں میں رعنائیاں
رونق بزم فکر و خیال آپ ہیں

آپ کا ذکر ہے راحتِ قلب و جاں
دافع رنج و حزن و ملال آپ ہیں

آپ کا نقش پا ہے چراغِ ھدیٰ
دہر کے رہبر خوش خصال آپ ہیں

مستفید آپ سے ہر زمانہ ہوا
محسن اہل ماضی و حال آپ ہیں

فیض پاتا ہے جذب اویس آپ سے
ذوق افزائے عشق بلال آپ ہیں

کس سے تشبیہ شہزآد دے آپ کو
یا نبی ! بے مثیل و مثال آپ ہیں

نعت

قلب کو انوار مدحت نے مجلّا کر دیا
نفس کو فیضان سیرت نے مزکی کر دیا

بخش کر کچّی زمیں کو استراحت کا شرف
مصطفیٰ نے فرش کو عرش معلیٰ کر دیا

مہرباں ہے کس قدر مجھ پر مرا ربّ کریم
جس نے مجھ کو آپ کی امت میں پیدا کر دیا

میں کہ محروم تعارف تھا ہجوم خلق میں
آپ کی نسبت نے مجھ کو با حوالہ کر دیا

حاملین فیض رسالت کے ہیں اصحاب نبی
ان ستاروں نے جہاں بھر میں اجالا کر دیا

شہسوار بدر و خندق ، صاحب تسبیح و تیغ
آپ کی تعلیم نے بندے کو مولا کر دیا

ان گنت شہزاد اس ذات گرامی پر درُود
جس کی چشم لطف نے اسفل کو اعلیٰ کر دیا

نعت

نسبت کا اثبات عطا ہو
خاص کوئی سوغات عطا ہو

سوکھی ہے آنکھوں کی کھیتی
اشکوں کی برسات عطا ہو

خالی ہے اظہار کا کاسہ
لفظوں کی خیرات عطا ہو

جس کو سُن کر قدسی جھومیں
مجھ کو ایسی نعت عطا ہو

جس میں ہو معراج بصارت
ایسی بھی اک رات عطا ہو

کرتا ہے شہزآد گزارش
اب عرفان ذات عطا ہو

نعت

ان کی سیرت ہے راہبر میری
شاخ ایماں ہے باثمر میری

آفتاب ثنا کی کرنوں سے
جگمگاتی ہے ہر سحر میری

ڈھال کر سوزِ جاں کو اشکوں میں
پیش کرتی ہے چشم تر میری

قافلہ دیکھ کر مدینے کا
اشک افشاں ہے چشم تر میری

روضہ مصطفیٰ پہ جا پہنچوں
آہ جائے نہ بے اثر میری

اس میں سرکار کا حوالہ ہے
بات ہو کیوں نہ معتبر میری

بیت جائے ثنائے خواجہ میں
زندگی ہے جو مختصر میری

میں ہوں بیمار بارگاہِ رسول
چھوڑ دے فکر چارہ گر میری

پھر تو شہزاد بات بن جائے
بات آقا سنیں اگر میری

اے مدینہ!

اے مدینہ ! اے سرزمینِ ادب
تجھ سے قائم ہے حسنِ ملکِ عرب

نام تیرے ہیں سب حسین و جمیل
تیرے . آثار شاندار و عجب

تجھ میں جلوہ نما ہیں سرورِ دیں
تیری عظمت کا ہے یہی تو سبب

ارضِ طیبہ اے فرشِ عرش نما
خلد سے مل رہا ہے تیرا حسب

اے حریم نبی ! اے عکسِ عدن
سارے شہروں میں تو مجھے ہے احب

راحت قلب و جاں ہے تیرا خیال
یاد تیری ہے مجھ کو وجہ طرب

اے مطیّب ! نظیف اے طابہ !
مصدر صبح جاں تری ہر شب

کھول دے مجھ پہ اپنے دروازے
میں ہوں بیمار اور تو ہے مطب

اے دیارِ کرم مجھے بھی نواز
غم لگاتا ہے بامِ جاں میں نقب

تجھ سے شہزاد کو عقیدت ہے
اس کے دامن میں ہے عمل نہ کسب

نعت

پل بھر میں باز یاب، حضور خدا میں تھی
صلِ علیٰ کی چاشنی شامل دُعا میں تھی

اک سمت فیض وحی تھا ، اک سمت مصطفیٰ
دونوں جہاں کی روشنی غارِ حرا میں تھی

باب حرم کے سامنے ساکت کھڑا رہا
کب تاب مدعا طلبی مجھ گدا میں تھی

دستِ سوال دستِ عطا میں بدل گیا
تاثیر یہ حضور کی شانِ سخا میں تھی

محشر میں ہونگے انکی شفاعت سے فیضیاب
حکمت یہی بس ایک ہماری خطا میں تھی

پاتا ہوں اب بھی موجِ نفس میں وہی مہک
خوشبو عجیب شہرِ نبی کی فضا میں تھی

شہزآد جب جہان کو دیکھا بچشمِ دل
ہر چیز محو مدحت خیرالوریٰ میں تھی

نعت

چھیڑتے اہلِ حقائق بھی فسانے اپنے
کاش ہوتے درِ آقا پہ ٹھکانے اپنے

چھوڑ کر پیرویٔ نقشِ کفِ پائے حضور
اپنے تیروں سے لیے ہم نے نشانے اپنے

کارواں ان کی محبت کا ہمیں لے بھی گیا
ڈھونڈتے ہی رہے اسباب بہانے اپنے

ایک اک پل ہو قیامت جو نہ ہو ان کی نظر
ان کی رحمت کا تسلسل ہیں زمانے اپنے

سایہ گنبد خضریٰ ہو میسّر ہم کو
پائیں تعبیر کبھی خواب سہانے اپنے

ذکر اوصاف پیمبر کا ہے شہزاؔد سبب
داد جبریل سے پاتے ہیں ترانے اپنے

نعت

جذبِ دروں خلوص کے سانچے میں ڈھل ذرا
اے دل حدِ حریمِ نبی ہے سنبھل ذرا

مصداق یہ دیار بھی "لااُقسِمُ" کا ہے
اس راہِ محترم پہ دبے پاؤں چل ذرا

آہستہ سانس لے یہ مقامِ بقیع ہے
آرام عاشقاں میں نہ آئے خلل ذرا

خیراتِ خُلق مانگ خلیقِ عظیم سے
اے تُرش رُو مزاج کو اپنے بدل ذرا

شاید لکھی ہو میرے مقدّر میں یہ زمیں
رک جاؤ ! اہل کارواں دوچار پل ذرا

شہزاؔد ان کے حسنِ کرم نے بچا لیا
آیا نہ کام حشر میں کوئی عمل ذرا

نعت

گیا جب نور اسمِ احمدیؐ ہونٹوں سے آنکھوں تک
ہوئی جلوہ نما اک روشنی ہونٹوں سے آنکھوں تک

تقاضائے ادب نے ارتقا بخشا تجسس کو
تمنّا دل میں تھی جو آ گئی ہونٹوں سے آنکھوں تک

سکوں دیتی ہے یادِ مونس بے چارہ گاں دل کو
بسیرا جب کرے آزردگی ہونٹوں سے آنکھوں تک

فراق خلدِ طیبہ میں ہوا کچھ اشکبار ایسے
یدِ قدرت کی دیکھی زرگری ہونٹوں سے آنکھوں تک

نظر آیا ہر اِک زائر لیے کشکولِ چشم و لب
سمٹ آئی ہو جیسے زندگی ہونٹوں سے آنکھوں تک

یہ ثمرہ ہے حضوری کے تصور کا کہ اب ہر دم
مجھے محسوس ہوتی ہے نمی ہونٹوں سے آنکھوں تک

تڑپتا ہے بہت شہزآد دل ہجر مدینہ میں
مگر ہے رہگذر جذبات کی ہونٹوں سے آنکھوں تک

نعت

آپ کے التفات کی صورت
ہم نے دیکھی نجات صورت

ثبت اس پر ہے نقشِ پائے نبی
کیوں نہ نکھرے حیات کی صورت

ابتسام مہِ عرب کے طفیل
روشن اب تک ہے رات کی صورت

ہر تغیر دیارِ طیبہ میں
دیکھتا ہے ثبات کی صورت

مہر فاران کی شعاع سے ہے
ضوفشاں کائنات کی صورت

آنکھ شہزاد چاہیے دل کی
دیکھنی ہو جو نعت کی صورت

نعت

طوفان حوادث میں، ہوں تنہا مرے آقا
جز آپ کے کوئی نہیں اپنا مرے آقا

اس پر جو عنایات کا بادل کبھی برسے
ہو جائے خنک روح کا صحرا مرے آقا

ہیں آپ ہی اللہ کی ہر صفت کا مظہر
لاثانی و بے ہمسر و یکتا مرے آقا

اسرارِ حیات اس پہ کبھی کھل نہیں سکتے
جو آپ کی عظمت نہیں سمجھا مرے آقا

ہوتا جو میسّر مجھے وہ دور مقدّس
سر آپ کے نعلین پہ رکھتا مرے آقا

ہوتا ہوں خجل کر کے حضوری کا تصوّر
کس طرح کروں عرضِ تمنّا مرے آقا

ہو جاؤں رہا قیدِ زماں اور مکاں سے
بن جائے مرا دل ہی مدینہ مرے آقا

چلتے رہیں کونین میں خیرات کے دھارے
جاری رہے الطاف کا دریا مرے آقا

رکھتا ہے درِ پاک سے شہزاد بھی نسبت
سائل کو عطا ہو کوئی ٹکڑا مرے آقا

نعت

یہی نہیں کہ فقط اس زمیں پہ لہرائے
علم حضور کا عرش بریں پہ لہرائے

انہی سے آس ہے بیکس کو چشم رحمت کی
وہ جن کا ظلِّ کرم عالمیں پہ لہرائے

نزول وحی کے لمحات کہکشاں بن کر
مرے نبی کی مقدس جبیں پہ لہرائے

عبیر و مشک سے میں بے نیاز ہو جاؤں
اگر وہ دامنِ اقدس کہیں پہ لہرائے

جلی ہے نعت کی مشعل جو میرے آنگن میں
چراغ لطف کی لو بھی یہیں پہ لہرائے

ہو جس مقام پہ شہزاد تیرگی کا وُرود
مہِ منیر کا پر تو وہیں پہ لہرائے

نعت

دیارِ مصطفوی کا جمال کیا کہنا
بہر لحاظ ہے جو لازوال کیا کہنا

فلاح کل کی ضمانت ہے پیروی جس کی
وہ نقشِ پائے شہِ خوش خصال کیا کہنا

درِ نبی کے تصوّر میں سجدہ ریز رہی
جبینِ عجز کا اوجِ کمال کیا کہنا

وہ معجزات ہیں جس کی ہر اک ادا پہ نثار
نہیں ہے دہر میں جس کی مثال کیا کہنا

وفا کا لفظ ہوا اور معتبر جس سے
مرے حضور کا عاشق بلال کیا کہنا

ادب ادب کی صدا دے رہی ہے ہر دھڑکن
پلک پلک پہ دھرا ہے سوال کیا کہنا

ملی ہوئی ہے مرے دل سے سرحدِ طیبہ
مرے شعور کا حسن خیال کیا کہنا

اتار دیتا ہے شہزاؔد دل سے بوجھ کئی
فراق مصطفوی کا ملال کیا کہنا

نعت

بعد ہجرت کی سکونت اختیار آ کر یہاں
آپ نے طیبہ کو بخشا افتخار آ کر یہاں

شہر طیبہ کتنی تسکیں بخش ہے تیری فضا
چین پاتے ہیں جہاں کے بے قرار آ کر یہاں

کیا کشش ہے بارگاہِ سرورِ کونین میں
سر جھکاتے ہیں فقیر و تاجدار آ کر یہاں

معجزہ یہ بھی ہے اس ذات ادب آموز کا
سیکھتے ہیں تاجور بھی انکسار آ کر یہاں

چوم کر گلزار طیبہ کی تر و تازہ ہوا
اور بھی دلکش ہوئی فصلِ بہار آ کر یہاں

جنت الفردوس جیسا ہے سماں ماحول میں
ختم ہو جاتا ہے سارا انتظار آ کر یہاں

مرتبہ شہزاؔد ہو جاتا ہے زائر کا بلند
کم نہیں ہوتی ہے عزت باربار آ کر یہاں

نعت

بنا کے سیرتِ اطہر کو رہنما ہم نے
نشانِ منزلِ مقصود پالیا ہم نے

کبھی نصیب ہو آقا اسے بھی بابِ مراد
ہر ایک آہ کو پایا ہے نارسا ہم نے

ہوئی جو برسرِ پیکار گردشِ دوراں
کیا حضور کی رحمت سے رابطہ ہم نے

نگاہِ لطف کو مائل بہ لطف ہی پایا
درِ کریم پہ دی جب کبھی صدا ہم نے

نقوشِ پائے رسالت مآب پر چلنا
یہی فلاح کا پایا ہے راستہ ہم نے

ہر ایک جرم پر نادم ہیں یارسول اللہ !
ادب سے تھام کر دامن کو کہہ دیا ہم نے

بہ مقتضائے عقیدت بصد خلوص و نیاز
بلیٰ کے ساتھ ہی صلِّ علیٰ کہا ہم نے

کہا حضور نے شہزادؔ لا شریک جسے
صمیم قلب سے مانا اسے خدا ہم نے

نعت

ظلمت میں جبکہ نور کو پیدا کیا گیا
تاریکیوں کو دہر سے چلتا کیا گیا

اوصاف ہر رسول کو خالق نے کچھ دیئے
شاہِ رُسل کو خلق میں یکتا کیا گیا

رفعت کسی کے ذکر کو ایسی کہاں نصیب
جیسے مرے حضور کا چرچا کیا گیا

اے صاحبِ شفاعت کبریٰ ترے طفیل
ہم بے زروں سے خلد کا سودا کیا گیا

تاحشر آفتاب نبوت کے فیض سے
دھرتی کو رشک عالم بالا کیا گیا

کیا عرض کر سکوں گا پیمبر کے روبرو
گر نعت ہی کا مجھ سے تقاضا کیا گیا

شہزادؔ گلستان مدینہ کی شکل میں
کندہ زمیں پہ خلد کا نقشہ کیا گیا

نعت

سائل نے لگائی ہے صدا اور طرح کی
ہو بھیک سخی آج عطا اور طرح

بے مثل ہیں ہر ایک پیمبر کے خصائص
ہے آپ کی ہر ایک ادا اور طرح کی

آ جائے دعاؤں میں اگر تیرا حوالہ
کرتا ہے عنایات خدا اور طرح کی

سرکار بھی فرماتے ہیں لطف اور طرح کا
ہو جاتی ہے جب مجھ سے خطا اور طرح کی

ہے روز فزوں اوجِ کمالاتِ نبوّت
ہر آن ہے قامت پہ قبا اور طرح کی

ہو سایہ فگن مجھ پہ ترے ذکر کی چادر
شہزآد کو مل جائے ردا اور طرح کی

نعت

ہر ایک رنج و الم کی دوا میسّر ہو
تری گلی کی ہمیں بھی فضا میسّر ہو

بس ایک شعر ہو میری نجات کا باعث
اگر مجھے بھی شعور ثناء میسّر ہو

یہ ان کی چشم عنایت سے کچھ بعید نہیں
گناہگار کو قربِ خدا میسّر ہو

خفا رہے مرا مالک یہ ہو نہیں سکتا
اگر حضور کی مجھ کو رضا میسّر ہو

حضور ایک اشارہ کریں جو ہلکا سا
دل کثیف کو صدق و صفا میسّر ہو

اسے ملے گی ہر اک چیز آپ کے در سے
اُمیدوار ہے سائل صدا میسّر ہو

کرم حضور کا شہزادؔ ہو تو گھر بیٹھے
درِ حضور کی ٹھنڈی ہوا میسّر ہو

نعت

عیاں قرآں کے حرفوں سے ترا اکرام ہے آقا
تری ہر اِک ادا پر مشتمل اسلام ہے آقا

نبیؐ ، صاحبؐ ، عبدؐ ، حریصؐ ، حاشرؐ ، ذکرؐ
فیوض و نور کا چشمہ ترا ہر نام ہے آقا

ترے شایان شاں ہے عبدہٗ کے لفظ کی حرمت
فاَوحیٰ کا فقط تیرے لیے پیغام ہے آقا

چنا اپنے لیے تو نے رسول عبد کا منصب
تحیّر خیز یہ کیسا حسیں اقدام ہے آقا

سلامت ہے جو ذوق بندگی تیری عنایت ہے
سحر خیزی کا جذبہ تیرا فیض عام ہے آقا

ہے مرشد فقر والوں کا ترا سنگِ شکم بستہ
تری خاک گزر اقطاب کا احرام ہے آقا

اسے اعزاز دے اپنی غلامی کی سند دے کر
ترا شہزادؔ بھی اک بندۂ بے دام ہے آقا

پاکستان ٹیلی وژن کی طرف سے ربیع الاول ۱۴۲۲ھ میں پیش کیے جانے والے خصوصی پروگرام "القابِ رسول" کے لیے لکھی اور پیش کی گئی۔

نعت

نجات شر سے ملی، خیر کے قریب ہوا
ہزار شکر کہ وہ در مجھے نصیب ہوا

زکوٰۃ دی جو فصاحت کی مصطفیٰ نے اُسے
جو سنگ پارہ تھا وہ رشک صد خطیب ہوا

کوئی خلیل ، مسیح و کلیم ہے کوئی
خدا کا ایک ہی پیارا مگر حبیب ہوا

ہوا طلوع وہ سورج بشارتیں لے کر
دیارِ جبر میں وہ عدل کا نقیب ہوا

تجلیات کے دیار میں عکس ماہ مبیں
نظر نواز یہ منظر بہت عجیب ہوا

بہشت و عرش بھی تکتے ہیں رشک سے اس کو
درِ حضور پہ حاضر جو خوش نصیب ہوا

بدل گیا ہے شفا میں ہر اک مرض شہزادؔ
غم فراق مدینہ مرا طبیب ہوا

نعت

حرف میں ہے اثر تو اچھا ہے
درد دل میں ہے گر تو اچھا ہے

آبرو ہے اسی میں عاصی کی
تر رہے چشم تر تو اچھا ہے

بارگاہِ شہ دو عالم میں
عرض ہو مختصر تو اچھا ہے

جانے آ جائیں کس گھڑی سرکار
میں رہوں منتظر تو اچھا ہے

دل رہے ان کے در سے وابستہ
ہو نہ یہ در بدر تو اچھا ہے

کیا خبر نعت کب عطا ہو جائے
ساتھ ہو آبِ زر تو اچھا ہے

سبز گنبد ، سنہری جالی کو
چوم ہی لے نظر تو اچھا ہے

آ گیا ہے نظر دیار حبیب
ختم ہو اب سفر تو اچھا ہے

ان کے شہزاد زیر سایہ ہی
زندگی ہو بسر تو اچھا ہے

نعت

تاجدارِ حرم ! رحم فرمایئے
اے سراپا کرم ! رحم فرمایئے

ہم گنہگار ہیں ، ہم سیہ کار ہیں
اے شفیعِ امم رحم فرمایئے

سید و سرورِ تُرک و تاز و مغل
اے امیرِ عجم رحم فرمایئے

دست اغیار میں ہے کلیدِ حرم
اے امینِ حرم رحم فرمایئے

کعبہ پھر سے صلیبوں میں محصور ہے
اے عَلِیُّ الْھِمَمْ رحم فرمایئے

بگڑا امت کے چہرے کا ہر نقش ہے
حسن روئے ارم رحم فرمایئے

سبز گنبد کی قربت عطا کیجئے
اے مبارک قدم رحم فرمایئے

در سے شہزاد آقا نہ خالی پھرے
اے قسیم نِعَمْ رحم فرمایئے

نعت

دیارِ نبی کی فضاؤں کی خیر
مدینے کی ٹھنڈی ہواؤں کی خیر

غنیمت ہے دُنیا میں ان کا وجود
درِ مصطفیٰ کے گداؤں کی خیر

وسیلہ ہے جن کا تری ذات پاک
لبوں پر سجی ان دعاؤں کی خیر

حفاظت کا حق نے کیا انتظام
فرشتوں نے مانگی اداؤں کی خیر

یہ دیکھا ہے تیری عدالت کا فیض
خطا کار مانگیں سزاؤں کی خیر

یہ کہتے ہیں کوتاہ دامن فقیر
سخی ! ان مسلسل عطاؤں کی خیر

ادب سے جھکی گردنوں کو سلام
نگاہوں سے بہتی خطاؤں کی خیر

مواجہہ میں رہتی ہیں جو پست تر
لرزتی ، سسکتی صداؤں کی خیر

ملا جن کو تیری رضا کا مقام
زمانے کے ان رہنماؤں کی خیر

مدینے کی گلیوں کے ذرّات میں
چمکتی ہوئی کہکشاؤں کی خیر

سناتے ہیں شہزاد ذکرِ رسول
شہِ دیں کے مدح سراؤں کی خیر

نعت

نوازشاتِ رسالت مآب کیا کہنا
کھلا ہے لطف و عنائیت کا باب کیا کہنا

جبین و عارضِ خیرالوریٰ ، تعال اللہ
کھلی ہوئی ہے خدا کی کتاب کیا کہنا

ملا ہے جس سے مسائل کا حل زمانے کو
دیا حضور نے ایسا نصاب کیا کہنا

کریم و طٰہٰ و یٰسین ، اضحی و عظیم
مرے رسول کا اک اک خطاب کیا کہنا

خدا نے صورت ختم الرسل میں بھیج دیا
ہر اک سوال کا کامل جواب کیا کہنا

لو روبرو ہیں مرے مصطفیٰ کے جبرائیل
یہ ہمنشینی بحر و حباب کیا کہنا

بلال و بوذر و سلمان کی ہر ایک ادا
وہ جانثاریٔ زید و خباب کیا کہنا

در حبیب کے ذرّوں میں غور سے دیکھو
دمک رہے ہیں کئی آفتاب کیا کہنا

مرے خیال میں شہزاد ہے دیار حبیب
سجے ہیں آنکھ میں طیبہ کے خواب کیا کہنا

نعت

خیالِ جنتِ طیبہ ہے اور میں تنہا
تجلیات کی دُنیا ہے اور میں تنہا

حضور آپ ہی ڈھارس بندھایئے میری
سفر کی رات ہے صحرا ہے اور میں تنہا

مری حیات کا یادِ نبی سے ربط رہے
بڑا طویل یہ رستہ ہے اور میں تنہا

عجیب لطف ہے دُوری میں بھی حضوری کا
جمالِ گنبدِ خضریٰ ہے اور میں تنہا

اے چشم لطف و عنایت مری کفالت کر
تفکّرات کا میلہ ہے اور میں تنہا

مدد کو آیئے میری اے دستگیر جہاں !
مقابل ایک زمانہ ہے اور میں تنہا

مجھے ثبات کی صورت دکھایئے آقا !
تغیّرات کا پہرا ہے اور میں تنہا

کمک کو بھیجئے شہزاؔد کی سکون و سرور
غم حیات کا کانٹا ہے اور میں تنہا

نعت

بیاں کیا ہو حسن و جمال رسول
نہیں انبیاء میں مثال رسول

فروغ . صداقت کا باعث ہوا
زمانے میں صدق مقال رسول

فرشتوں میں انسانیت کا وقار
ہے قائم بفیض کمال رسول

مخالف پہ ہیبت ہے میلوں پرے

تعال اللہ ! رعب و جلال رسول
فَطُوبیٰ لَنَا ، ثُمَّ طُوبیٰ لَنَا
کہ داریم نسبت بہ آل رسول

بہاروں کے دن ہوں ، کہ فصل خزاں
رہے ساتھ ہر دم خیال رسول

دیار کرم میں بہ گوش خیال
سنیں ہم اذان بلال رسول

یہ منظر ہو شہزآد روز جزا
''من و دست و دامانِ آل رسول''

نعت

یاد حضور تازگی فکر بشر کی ہے
وصل حبیب آرزو قلب و نظر کی ہے

ان کے لیے ہی جلوۂ خالق ہے آشکار
انکے لیے ہی روشنی شمس و قمر کی ہے

خادم ہے آسماں بھی اُسی بارگاہ کا
ساری زمیں کنیز شہ بحروبر کی ہے

بے شک سکون بخش ہے کعبہ کی دید بھی
کچھ کیفیت عجیب ہی آقا کے در کی ہے

مجھ سا ضعیف اور یہ مدحت کے مرحلے
میری طرف نگاہ کسی دیدہ ور کی ہے

بطحا کے تاج دار کی چوکھٹ پہ خم رہے
عظمت اسی میں بندۂ عاجز کے سر کی ہے

ذرّہ ہے ایک اور ہزاروں تجلّیات
نورانیت عجیب تری رہ گذر کی ہے

جس کو کہ اختلاف ہو تیرے مزاج سے
ایسی بھی کوئی چال قضا و قدر کی ہے ؟

آتے تھے جس کی دید کو شہزاد جبرئیل
گردش اسی کے واسطے شام و سحر کی ہے

نعت

آئی ہے ہوا شہرِ پیمبر سے گزر کر
یا حور چلی آتی ہے جنت سے اتر کر

کھل جائے گی ذرّات مدینہ کی حقیقت
اک آنکھ کو نرگس، تو اک آنکھ قمر کر

آ پہنچا ہے اک بار تو اب لوٹ کے مت جا
اب عمر اسی شہر منوّر میں بسر کر

کیا چیز ہیں یہ پیرس و لندن کی فضائیں
اک بار مری مان مدینے کا سفر کر

شاید تری قسمت میں ہوں لمحات حضوری
اس دیدۂ نمناک کو کچھ اور بھی تر کر

اے یادِ خدا ! عشقِ نبی ! ، ذکرِ مدینہ !
سینے میں اتر ، روح میں آ ، قلب میں گھر کر

رکھ اوڑھ کے ہر وقت رداِ اصلِ علیٰ کی
اے میری دُعا خود کو شناسائے اثر کر

مابین ہوں شہزاد میں اب بیم و رجا کے
رُکتا ہوں تو آداب سے چلتا ہوں تو ڈر کر

نعت

ایسے ہو میری زیست کا ہر پل بسر حضور
آنکھوں کے سامنے رہے طیبہ نگر حضور

کیسے کروں میں آپ کے آگے کوئی سوال
اٹھتی نہیں ہے شرم سے میری نظر حضور

سائے میں اپنے لطف کے عاصی کو دیں پناہ
برہم ہے کچھ مزاج قضا و قدر حضور

پھر ہے شب سیاہ کو تاروں کی احتیاج
پھر سے جہاں میں بانٹیے شمس و قمر حضور

دست کرم کے ہاتھ ہے دست تہی کی لاج
یونہی نہ بیت جائیں یہ شام و سحر حضور

میرے بدن سے پھوٹنے لگتی ہے روشنی
کرتا ہوں جب میں آپ کی جانب سفر حضور

زائر دیار قدس کا جاتا ہے جس طرف
رہتے ہیں ساتھ ساتھ یہ دیوار و در حضور

میری جبیں ہی لائق چوکھٹ نہ ہو سکی
کرتے ہیں سجدہ آپ کو سنگ و شجر حضور

دشت عرب کو آپ نے رشک چمن کیا
ہو جائے میری سمت بھی اب تو گزر حضور

ہوتا ہے اہل نعت میں شہزاد کا شمار
کافی ہے مجھ کو عشق کا اتنا ثمر حضور

نعت

ساری دُنیا میں ہے شانِ سیّد سادات خوب
حق نے محبوب دو عالم کی بنائی ذات خوب

خواب میں بھی نعت ہی کہتا رہا ہوں آج میں
یاد سرکار مدینہ میں کٹی ہے رات خوب

حلم ، بندہ پروری ، اخلاص ، سچائی ، وفا
اس مجسم حسن کی ہیں سب کی سب صفات خوب

مہر و مہ تک ہو گئے جس کے اشارے سے گداز
رشک دستِ داوٗدی ہے مصطفیٰ کا ہاتھ خوب

اللہ اللہ کیا زمیں ہے از مدینہ تا حطیم
شہر مکہ اور منیٰ ، مزدلفہ و عرفات خوب

اہل حج سے پوچھیے اک اک ادا کی کیفیات
صفا و مروہ کی دوڑیں ، زم زم و میقات خوب

ہے عقیدہ عشق والوں کا ازل سے بس یہی
آئیں جو محبوب کی جانب سے وہ آفات خوب

آئینے شمس و قمر کے ، رشک افلاک و نجوم
میرے آقا کی گلی کے ہیں سبھی ذرّات خوب

ان کے اوصاف حمیدہ کا بیاں ممکن نہیں
سرور کونین کی شہزاد ہے ہر بات خوب

نعت

کونین کے سلطان، ہیں سرکار مدینہ
تسکینِ دل و جان ہیں سرکار مدینہ

اللہ کا احسان ہیں سرکار مدینہ
ایماں ہے بدن جان ہیں سرکار مدینہ

تکیہ ہے فقط آپ کے الطاف و کرم پر
ہم لوگ تو نادان ہیں سرکار مدینہ

اللہ کے بعد آپ کا ہمسر نہیں کوئی
کہنے کو تو انسان ہیں سرکار مدینہ

ہے آپ کی ہر ایک ادا مظہر فطرت
چلتا ہوا قرآن ہیں سرکار مدینہ

بے کس ہے جو لاچار ہے جس کا نہیں کوئی
اس کا سر و سامان ہیں سرکار مدینہ

شرمندہ یہی سوچ کے رہتا ہوں ہمیشہ
شاہد میرے ہر آن ہیں سرکار مدینہ

وابستہ ہوں شہزادؔ میں دربار نبی سے
میں دل ہوں تو ارمان ہیں سرکار مدینہ

نعت

بے مثل ہے ہر وصف رسول عربی کا
ہو سکتا نہیں حسن بیاں میرے نبی کا

چرچا ہے اُسی نور مجسم کا عجم میں
شیدا ہے عرب ہاشمی و مطلّبی کا

لیتا ہوں میں جب نام نبی اپنی زباں سے
ہوتا ہے گماں خود پہ مجھے بے ادبی کا

اے شیریں دہن ، نوری بدن ، رحمت عالم
ہے تذکرہ حوروں میں تری بوالعجبی کا

تڑپا ہوں بہت ہجر میں اے صاحب کوثر
ساماں ہو کوئی اب تو مری تشنہ لبی کا

اے چارہ گرِ چارہ گراں ! چارہ گری کر
معلوم نہیں ہوتا سبب بے سببی کا

ہو جائے مری روح پہ انوار کی بارش
تکمیل کو پہنچے یہ سفر حق طلبی کا

شہزاد تو ہے ہی ترے دربار کا شاعر
دشمن بھی ہے مداح تری خوش لقبی کا

نعت

"تو کجا من کجا"

یہ میرے آقا کا لطف ہے کہ

رواں ہے میرا قلم

ثناء کے رستے پہ

عاجزی سے

یہ ان کی رحمت کا ایک ادنیٰ سا

معجزہ ہے

کہ مجھ سا بے بس ضعیف بندہ

زبان مدحت میں کھولتا ہے

یہ ان کی شفقت کہ

نعت ذکر خفی کی صورت

مرے رگ و پے میں

رچ چکی ہے

نعت

یاد سرکار نے کیا لطف روا رکھا ہے
اک مدینہ میرے سینے میں بسا رکھا ہے

اہلِ عالم پہ کھلیں میرے معائب
میرے عصیاں کو دروُدوں نے چھپا رکھا ہے

سیل آلام مجھے کب کا بہا لے جاتا
میری بگڑی کو شہِ دیں نے بن رکھا ہے

قمقمے مدحت سرکار کے روشن ک رکے
بزم افکار و تخیّل کو سجا رکھا ہے

روضۂ شہ کو خیالوں میں بسا کر ہم نے
بام مژگاں پہ ستاروں کو ٹکا رکھا ہے

ناز کرتے ہیں سرِعرش فرشتے اس پر
جس کو سرکار نے قدموں میں بٹھا رکھا ہے

جوش میں آئیں نہ کیوں بحرِ کرم کی موجیں
شافعِ حشر نے ہاتھوں کو اُٹھا رکھا ہے

میں یہ سوچوں گا مدینہ میں بہ فرطِ حیرت
شاہِ طیبہ نے مجھے پاس بلا رکھا ہے؟

کتنا خوش بخت ہے شہزاد یہ لکڑی کا ستون
جس کو سرکار نے سینے سے لگا رکھا ہے

پھیل جائے گی مہک ذکرِ نبی کی چار سُو
روزِ محشر جب میرے اعمال کا دفتر کھلا

محمد شہزاد مجددی ایک صاحب اجازت صوفی، صافی اور عالم روشن دماغ ہیں ____ انہوں نے اس نورانی پس منظر کے ساتھ ''ثنا کا موسم'' کے لیے جو نعتیں کہی ہیں ____ وہ قرآن وحدیث وسیرت کے مضامین سے معمور ہونے کے ساتھ ساتھ شعری جمالیات کی قابل قدر مثالیں ہیں۔

عشق وخبر کی ہم آہنگی سے ''ثنا کا موسم'' ایک ایسی معنبر ومنور فضا مہیا کرتا ہے ____ جس میں عشاق رسول سکون وآسودگی محسوس کرتے ہیں ____ نو بنو زمینوں سے اُبھرتے ہوئے سبزہ وگل نشاط دل اور رونق نظر بنتے چلے جاتے ہیں ____

حفیظ تائب

وہ نوعمر نعت گو ہیں اور اُن کا پینڈا ابھی بہت باقی ہے ____ جس رفتار سے اُن کا سفر نعت جاری ہے ____ اُس کی روشنی میں بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ مستقبل بعید میں نہیں بلکہ مستقبل قریب میں ایک ایسے نعت گو ہوں گے ____ جن کا سکہ برصغیر کے کسی بھی بازار عشق میں چلایا جاسکے گا ____

فیضان دانش

یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ ____ شہزاد مجددی نے ہماری بہترین نعتیہ روایت کے تینوں ضروری عناصر ____ یعنی عشق، عرفان اور اخلاق کو ملحوظ رکھا ہے ____ اور اُن کے اظہار کے لیے جو شعریت درکار ہے ____ اُسے بھی پیدا کر کے دکھایا ہے۔

احمد جاوید